﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفراللہ عاجزؔ

جلد25

جمعۃ المبارک 26/ اکتوبر 2018ء

16 صفر 1440 ہجری قمری ❁ 26/ اخاء 1397 ہجری شمسی

شمارہ43

بیماری کے وقت قیامِ نماز میں سہولت

حضرت عمرانؓ بن حصین بیان کرتے ہیں کہ مجھے بواسیر تھی۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارہ میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب اذا لم یطق قاعدا حدیث نمبر 1050)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اے میرے ربّ! صرف تجھی پر توکّل ہے اور صرف تیرے پاس ہم اپنی فریاد لے کر آئے ہیں۔ تیری ذات کے سوا کوئی اور پناہ نہیں اور نہ ہی تیرے نشانات کے سوا کوئی اور سرمایہ ہے۔ پس اگر تو نے اپنے حکم سے اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے مجھے بھیجا ہے تو پھر اپنی مدد کے ساتھ میرے پاس آ اور اسی طرح میری تائید فرما جس طرح تو راستبازوں کی تائید فرماتا ہے۔

(گزشتہ سے پیوستہ) ’’تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب اللہ نے مجھے مامور کیا اور اس صدی کے مجدد اور اس امت کے لئے مسیح موعود ہونے کی مجھے بشارت دی اور مَیں نے مسلمانوں کو اس امر واقعہ کی خبر دی تو وہ جاہلوں کی طرح سخت غضبناک ہوئے اور جلد بازی کے باعث بدظنی کی اور کہنے لگے یہ کذاب ہے اور مفتریوں میں سے ہے۔ اور جب بھی میں ان کے پاس طیّب کلمات کے پھل لے کر آیا تو انہوں نے اس طرح منہ پھیر لیا جس طرح بدہضمی کا مریض (کھانے سے) منہ موڑ لیتا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھ سے سخت کلامی کی اور ملامت کے ڈنگ سے مجھے زخمی کیا۔ میں نے اُن کی خیر خواہی کی اور میں نے انہیں ظاہر تبلیغ کرنے کے بعد پوشیدہ طور پر تبلیغ بھی کی اور کئی مرتبہ تبلیغ کا حق ادا کیا لیکن میری خیر خواہی کے بادل ابرِ بے آب کی طرح رہے۔ اور میری بہترین نصائح ان لئیموں کو شقاوت میں بڑھاتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ ظلم و جفا میں بہت بڑھ گئے۔ اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ پس وہ کمینگی اور مرض میں بڑھتے گئے اور وہ اپنی باتوں پر مصر رہے اور انہوں نے مجھ پر لعنت کی، مجھے جھٹلایا اور مجھے کافر ٹھہرایا اور بہت سی باتیں اپنی طرف سے افتراء کیں۔ پھر اللہ نے وہی کچھ کیا جو اس نے چاہا اور اس نے مکذبوں کو یہ دکھا دیا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اور ہر شخص نے مجھے دھتکارا اور میرا تعاقب کیا سوائے اُس ذاتِ باری کے جس نے مجھے پکارا اور میری راہنمائی فرمائی۔ پھر اپنی نگاہِ التفات سے میری حفاظت کی اور اپنی عنایاتِ ذاتی سے میری تربیت فرمائی اور مجھے محفوظ لوگوں میں سے بنا دیا اور عَین اس وقت جب میں اہل سنت کے تیروں سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا اور ان کی طرف سے طرح طرح کے لعن طعن سُن رہا تھا کہ بعض معزز شیعہ حضرات اور اس فرقہ کے علماء کی طرف سے مجھے کچھ خطوط موصول ہوئے۔ (جن میں) انہوں نے مجھ سے خلافت کے بارہ میں اور خاتم الائمہ کی علامات کی نسبت دریافت کیا تھا۔ اور وہ صداقت اور راہنمائی کے متلاشی تھے بلکہ ان میں سے کئی ایک میرے بارے میں دوستوں کی طرح حسنِ ظن رکھتے تھے اور مجھے اپنا خیر خواہ قرار دیتے تھے اور نہایت مصفّا اخلاص اور پاک دل کے ساتھ میرا تذکرہ کرتے۔ تب انہوں نے انتہائی شوق اور بڑی چاہت سے مجھے خطوط لکھے اور کہا کہ جلدی کوئی ایسی کافی وشافی کتاب تصنیف فرمائیں جو ہمیں شفا بخشے اور ہمیں سیراب کرے اور ہمیں ایک مضبوط دلیل فراہم کرے۔ پھر انہوں نے مجھے مسلسل اتنے خطوط ارسال کئے کہ میں نے ان میں (حق کے لئے) دلی تڑپ کی مہک پائی۔ جس پر مجھے اپنے بارے میں (اہل سنت کا) سابقہ رویّہ یاد آ گیا جس کے نتیجے میں مَیں ایک قدم آگے بڑھاتا تو دوسرا قدم پیچھے ہٹاتا۔ یہاں تک کہ میرے بے نیاز پروردگار نے مجھے قوت بخشی اور جو چاہا میرے دل میں ڈالا جس پر میں ایک واضح حق کی شہادت دینے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا اور میں اپنے بزرگ و برتر اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور اللہ اپنے متوکّل بندوں کے لئے کافی ہے۔

تو جان لے کہ اہل سنت نے میرے منصب کے آغاز میں مجھ سے دشمنی کی اور شیعہ حضرات نے میرے زمانۂ اقبال میں مجھے چرکے لگائے۔ بلاشبہ میں نے پہلوں سے بڑی باتیں سنیں اور جو باتیں مَیں ان دوسروں سے سنوں گا وہ ان سے بھی بڑھ کر ہوں گی۔ اور انشاء اللہ میں صبر کروں گا تا آنکہ میرے ربّ کی نصرت میرے پاس آ جائے۔ مَیں جہاں بھی ہوں وہ میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے دیکھتا اور مجھ پر رحم فرماتا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور مَیں نے شیعوں کے اکثر گروہوں کو دیکھا ہے کہ وہ زبان درازی کرتے وقت خائف نہیں ہوتے اور نہ ہی آخرت کی جزا سزا کے مالک سے ڈرتے ہیں۔ اور نہ تو وہ حقیقت کی دولت جمع کرتے ہیں اور نہ ہی طریقت کے مغز سے آشنا ہیں۔ اور نہ وہ صلحاء کی طرح سوچتے ہیں اور نہ وہ ہدایت کی راہیں اختیار کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے ان کو سمجھانا اپنے اوپر حقِّ واجب اور قرضِ لازم سمجھا جو ادا کئے بغیر ساقط نہیں ہوتا۔ لہٰذا میں نے جلد جلد یہ رسالہ تحریر کیا کہ شاید اللہ اُن کی حالت سُدھار دے اور اُن کی کیفیت بدل دے اور تا میں ان کے لئے اُن مسائل کو جن میں انہوں نے اختلاف کیا واضح کروں اور انہیں خلافت کے راز سے آگاہ کروں۔ اگرچہ میری اس تالیف کی حیثیت بڑھاپے کی اولاد کی طرح ہے۔ اور میں نے اسے محض غافل مردوں اور عورتوں پر رحم کھاتے ہوئے تالیف کیا ہے، درحقیقت تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ رسالہ بہت سے گرم مزاجوں کو غصہ دلائے گا۔ کیونکہ حق تلخی سے خالی نہیں ہوتا۔ اور مجھے شیعہ علماء سے بھی اُسی طرح کئی قسم کی لعن طعن سننا پڑے گی جس طرح میں نے اہلِ سنت حضرات سے سُنی۔ پس اے میرے ربّ! صرف تجھی پر توکّل ہے اور صرف تیرے پاس ہم اپنی فریاد لے کر آئے ہیں۔ تیری ذات کے سوا کوئی اور پناہ نہیں اور نہ ہی تیرے نشانات کے سوا کوئی اور سرمایہ ہے۔ پس اگر تو نے اپنے حکم سے اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے مجھے بھیجا ہے تو پھر اپنی مدد کے ساتھ میرے پاس آ اور اسی طرح میری تائید فرما جس طرح تو راستبازوں کی تائید فرماتا ہے۔ اگر تجھے مجھ سے محبت ہے اور تُو نے ہی مجھے منتخب فرمایا ہے تو مجھے بے یار و مددگار ملعونوں کی طرح رسوا نہ کرنا۔ اگر تُو نے مجھے چھوڑ دیا تو تیرے علاوہ اور کون محافظ ہوگا اور تو بہترین محافظ ہے۔ پس تمام تکالیف کو مجھ سے دور کر دے اور دشمنوں کو میری ہنسی اڑانے کا موقعہ نہ دے۔ اور کافروں کے خلاف میری مدد فرما۔‘‘ (سِرُّ الخلافۃ مع اردو ترجمہ صفحہ 4 تا 9۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات

❁...**لندن 12/ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک:** حضورِ انور نے آج مسجد بیت الفتوح مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں سے پوری دنیا میں براہِ راست دیکھا اور سنا گیا۔

❁...**13/ اکتوبر بروز ہفتہ: (لندن)** حضورِ انور آج دوپہر پونے بارہ بجے ’طاہر ہاؤس‘ بلڈنگ کا معائنہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ تقریباً ایک گھنٹے پر محیط اس معائنہ میں حضورِ انور نے ازراہِ شفقت اس عمارت میں موجود تمام مرکزی دفاتر اور سٹورز میں تشریف لے جا کر انہیں برکت بخشی اور وہاں موجود کارکنان کو قیمتی ہدایات ونصائح سے نوازا۔ حضورِ انور تقریباً پونے دو بجے واپس مسجد فضل لندن تشریف لے آئے۔

❁...**15/ اکتوبر بروز سوموار (لندن)** سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج بعد نماز ظہر و عصر امریکہ اور گوئٹے مالا کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ حضور انور دوپہر دو بج کر 53 منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے جہاں اپنے محبوب امام کو الوداع کہنے کے لئے احباب وخواتین مسجد فضل لندن کے بیرونی احاطہ میں جمع ہو کر اپنے آقا کے اس دورہ کی کامیابی کے لئے زیرِ لب دعاؤں میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ حضور انور نے کار میں سوار ہونے سے قبل اجتماعی دعا کروائی اور ہلکی پھلکی بوندا باندی میں چند منٹ اپنے عشاق کو شرفِ دیدار بخشنے کے بعد ہیتھرو (Heathrow) ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔

❁...**امریکہ میں ورودِ مسعود:** حضورِ انور مقامی وقت کے مطابق رات دس بجکر پینتیس منٹ پر مسجد بیت الرحمان سِلور سپرنگ (میری لینڈ) میں رونق افروز ہوئے جہاں ساڑھے تین ہزار کے قریب عشّاق اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے بے تابی سے منتظر تھے۔

❁...**16/ اکتوبر بروز منگل: (امریکہ)** معمول کی مصروفیات کے علاوہ حضور انور نے آج نمازِ ظہر و عصر سے قبل MTA ٹیلی پورٹ نیز مسجد بیت الرحمٰن کا معائنہ فرمایا نیز ساٹھ کے قریب فیملیز کو شرفِ ملاقات بخشا۔

(تفصیلی رپورٹ آئندہ شماروں میں۔ انشاء اللہ)

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ

وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

☆...☆...☆

اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ
(ایک تجزیہ)

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

قسط نمبر 12

کیا پارلیمنٹ کا قانون سازی کا اختیار غیر محدود ہے یا اس کی کچھ حدود ہیں؟

(مندرجہ بالا عنوان کا مضمون گزشتہ شمارہ سے جاری ہے)

غیر قانونی ترمیم اور غیر قانونی مجوزہ قوانین

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خود آئین کی رو سے اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی رو سے مملکت کے کسی ادارے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ پاکستان کے کسی شہری کے ان بنیادی حقوق میں سے کسی کو کم یا منسوخ کر سکے۔ اس عدالتی فیصلہ میں یہ سوال بار بار اُٹھایا گیا ہے کہ دوسری آئینی ترمیم [جس میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا] پر عملدرآمد کروانے کی ضرورت ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ خود یہ آئینی ترمیم ہی غیر آئینی ہے کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل 20 کے خلاف ہے۔ دوسری آئینی ترمیم کی طرح جماعت احمدیہ کے خلاف جاری کیا جانے والا جنرل ضیاء صاحب کا آرڈیننس بھی غیر آئینی ہے کیونکہ یہ احمدیوں کے ان بنیادی حقوق کو ختم کرتا ہے جن کو ختم کرنے کا اختیار مملکت کے کسی ادارے کو نہیں ہے اور یہ آرڈیننس بھی آئین کے آرٹیکل 20 کے خلاف ہے۔ اسی طرح یہ مطالبہ بھی غیر آئینی ہے کہ احمدیوں کو کلیدی اسامیوں پر نہ لگاؤ کیونکہ یہ مطالبہ آئین کے آرٹیکل 26 اور 36 کے خلاف ہے۔

جب 1974ء میں قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی میں جماعتِ احمدیہ کا وفد اپنا مؤقف پیش کر رہا تھا تو اس وقت اٹارنی جنرل صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ اگر یہ ترمیم منظور ہو جاتی ہے تو بھی آپ کو اس بات سے کوئی نہیں روک رہا کہ آپ اپنے آپ کو مسلمان سمجھیں یا اپنے عقائد کو propagate کریں۔ آپ کا جو بھی ایمان ہے آپ اُس کا اعلان کر سکتے ہیں۔ [کارروائی سپیشل کمیٹی 1974ء ص 128]۔ یہ کتنی بے معنی بات ہے کہ انسان کا عقیدہ یا مذہب تو اَور ہے اور کاغذوں پر اس سے کچھ اور لکھوایا جائے۔

مخالفین کا قرآن وسنت کے فیصلہ سے احتراز

اب ہم آئین کے آرٹیکل 227 کا ذکر کرتے ہیں۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ میں ڈاکٹر بابر اعوان صاحب کی یہ رائے درج ہے کہ کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جا سکتا جو کہ اس آرٹیکل کے خلاف ہو۔ اس آرٹیکل کے الفاظ یہ ہیں ”تمام موجودہ قوانین کو قرآنِ پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا۔ جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام کے حوالہ دیا گیا ہے۔ اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔“

یہاں اس اہم بات کا ذکر ضروری ہے کہ جب 1974ء میں قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی کارروائی ہو رہی تھی تو یہ مؤقف جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پیش کیا گیا تھا کہ فیصلہ کا معیار قرآن اور سنت ہونے چاہئیں اور جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے یہ معیار قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے یہ اصول پیش کیا گیا تھا کہ یہ فیصلہ کرنے سے قبل کہ کسی گروہ کو غیر مسلم قرار دینا ہے یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ 'مسلمان' کی تعریف کیا ہے؟ تب ہی یہ فیصلہ ہو سکے گا کہ کون مسلمان ہے؟

جب 1974ء میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے محضر نامہ پیش کیا گیا تو اس حوالہ سے اس میں مندرجہ ذیل سوالات اُٹھائے گئے:

”ا: کیا کتاب اللہ اور آنحضرت ﷺ سے مسلمان کی کوئی تعریف ثابت ہے جس کا اطلاق خود آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بلا استثناء کیا گیا ہو۔ اگر ہے تو وہ تعریف کیا ہے؟

ب: کیا اس تعریف کو چھوڑ کر جو کتاب اللہ اور آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہو اور خود آنحضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں اس کا اطلاق ثابت ہو۔ کسی زمانہ میں کوئی اور تعریف کرنا کسی کے لیے جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟“

(محضر نامہ۔ ناشر: اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز ص 13)

اور پھر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے یہ مؤقف پیش کیا گیا تھا کہ صرف قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ کو بنیاد بنا کر یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ کسی بھی اہم کام کو کرنے سے قبل کچھ بنیادی اصول طے کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح اگر 'مسلمان' کی ایسی تعریف کرنی تھی جس پر تمام ملتِ اسلامیہ کا اتفاق ہو سکے تو ضروری تھا کہ اس کے کچھ بنیادی اصول طے کر لیے جائیں جن پر بنیاد رکھ کر 'مسلمان' کی تعریف کی جا سکے۔ ورنہ یہ عمل ملتِ اسلامیہ کے اتحاد اور اخوت میں رخنہ ڈالنے کا سبب بھی بن سکتا تھا۔ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے جو مندرجہ بالا اصول بیان کیے گئے تھے وہ ایسے تھے کہ جن سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں کرنا چاہیے تھا۔ جماعتِ احمدیہ کے محضر نامہ میں کچھ آیات اور رسول اللہ ﷺ کی کچھ احادیث بھی پیش کی گئی تھیں تا کہ ان کو معیار بنا کر فیصلہ کیا جائے۔ اس کے جواب میں مفتی محمود صاحب نے یہ نظریہ پیش کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف میں جو مسلمان کی تعریف بیان کی گئی ہے وہ جامع و مانع تعریف نہیں ہے۔ گویا جو تعریف رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی وہ تو مکمل اور قانونی تعریف نہیں تھی اور جو تعریف پاکستان کی قومی اسمبلی تیار کرے گی وہ مکمل اور صحیح ہو گی اگر یہ گستاخی نہیں تو اور گستاخی کس کو کہتے ہیں؟

[کارروائی سپیشل کمیٹی 1974ء ص 1992]

جب مولوی عبدالحکیم صاحب نے اس تجویز پر اپنی رائے کا اظہار کیا تو اس کا آغاز اس طنز سے کیا:

”اب جبکہ ملک میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ میں بیس سال کے بعد پھر طاقت آئی ہے تو مرزائیوں کو بھی مسلمان کی تعریف کا شوق چرایا۔ تا کہ ہم کسی نہ کسی طرح مسلمانوں میں شمار ہو جائیں۔ اس عنوان کے تحت صفحہ 15 پر مرزائی محضر نامہ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی تعریف کو جائز نہیں سمجھتے جو کتاب اللہ اور خود سرورِ کائنات ﷺ کی فرمائی ہوئی تعریف کے بعد کسی زمانہ میں کی جائے۔“

(کارروائی صفحہ 2364)

مولوی عبد الحکیم صاحب کا جماعتِ احمدیہ کے مؤقف پر حملہ تو واضح ہے لیکن وہ کیا نتیجہ پیش کرنے کی کوشش کر رہے تھے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ وہ یہ نتیجہ پیش کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ مناسب یہی ہے کہ پاکستان کے آئین میں 'مسلمان' کی ایسی تعریف شامل کی جائے جو قرآنِ کریم اور رسول اللہ ﷺ کی بیان فرمودہ تعریف سے مختلف ہو۔ جبکہ آئین تو انہیں اس بات کا پابند کرتا تھا کہ وہ فیصلہ قرآنِ کریم اور سنت کے مطابق کریں۔

کون سا طبقہ بنیادی انسانی حقوق سلب کرنے کا حامی ہے؟

یہ تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ کون سا طبقہ ہے جو کہ آئین میں درج بنیادی حقوق کے خلاف رائے رکھتا ہے اور اس کا اظہار کر چکا ہے۔ اور اگر یہ پابندی نہ قائم رکھی گئی کہ ان بنیادی حقوق میں مملکت کے کسی قانون سے بھی کمی نہیں کی جا سکتی تو وہ یقینی طور پر ان بنیادی حقوق کے قوانین میں ترمیم کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جب پاکستان کے موجودہ آئین کا مسودہ تیار ہو کر قومی اسمبلی میں پیش ہو رہا تھا تو مولوی حضرات نے اس آئین کو اسلامی بنانے کے لئے بہت سی تجاویز پیش کی تھیں۔ ایک تجویز تو یہ تھی کہ اگر اسلامی آئین چاہئے تو یہ کام تین علماء کے سپرد کر دیا جائے۔ باقی کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ مولوی نعمت اللہ صاحب نے تجویز پیش کی تھی کہ کوثر نیازی صاحب، مولوی عبدالحق صاحب، اور مولوی غلام غوث ہزاروی صاحب کے سپرد اسلامی آئین بنانے کا کام کیا جائے اور وہ تین ماہ میں یہ کام کر دیں۔ اور ساتھ یہ انتباہ کیا تھا: ”میں کہتا ہوں خدا کے بندو اسلام کے ساتھ مذاق نہ کرو۔“

[The National Assembly of Pakistan, Constitution making debates, Feb 28 1973, Vol 2 No. 10, p 264]

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان مولوی صاحب کو پورے آئین میں کیا غیر اسلامی بات نظر آئی تھی؟ تو یہ حقیقت جان کر سب کو حیرت ہو گی کہ انہیں آئین کے آرٹیکل 11.1 پر اعتراض تھا کیونکہ اس میں غلام اور لونڈیاں رکھنے کی ممانعت کی گئی تھی۔ یہ مولوی صاحب نعوذُ باللہ پاکستان کے آئین کو کس طرح اسلامی بنانا چاہتے تھے اُنہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی نعمت اللہ صاحب کہتے ہیں:

”جنابِ صدر اس آئین کے حصہ دوئم میں لکھا ہے کہ غلامی انتہائی درجے تک جائز نہیں ہے۔ اور انسانوں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ اور غلامی یہاں پر نہیں کی جائے گی اور اس کی ترویج نہیں دی جائے گی ... جنابِ والا! سوچ لیجیے یہ حال جو مسلمانوں کا ہے اور سب کا قرآنِ پاک پر ایمان ہے، اس آئین میں یہ اب پیش کیا گیا ہے۔ کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ یہ باقاعدہ اس میں موجود ہے۔ جنابِ والا قرآنِ پاک میں یہ بھی موجود ہے۔ یہ قرآنِ کریم کا حکم جو ہے وہ ٹھکرایا جاتا ہے۔ ہم انگریزوں کی باتوں پر عمل کرتے ہیں اور قرآنِ پاک کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تمہاری طاقت اتنی ہے کہ چار شادیاں نہیں کر سکتے تو ایک کر لو یا باندی کو استعمال میں لاؤ۔ آپ کہتے ہیں کہ غلامی جائز نہیں۔ جنابِ والا جائز ہے۔ یہ جنابِ والا قرآن کی مخالفت ہے اور یہ کس طریقے سے کہتے ہیں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ اور کہتے ہیں غلامی کو ہم کبھی جائز نہیں کریں گے، انسانوں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہو گی۔ بنیادی حصے میں یہ الفاظ رکھ دیئے گئے ہیں۔ یہ لفظ تو انگریز کے کیے ہوئے ہیں۔“

[The National Assembly of Pakistan, Constitution making debates, Feb 28 1973, Vol 2 No. 10, p 458-459]

پھر دوبارہ اس مسئلہ پر مولوی نعمت اللہ صاحب نے کہا:

”یہ آئین جو آپ کے سامنے ہے۔ اس میں کہا ہے کہ اگر آپ غلامی کو جائز رکھیں تو آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں شرمندہ ہو جائیں گے۔ میں خدا کی قسم آپ کے سامنے کہتا ہوں کہ آپ دنیا میں بلکہ انتہائی درجہ تک سرخرو ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے شاملِ حال ہو گی۔ اور پیپلز پارٹی دنیا میں انتہائی درجہ تک سرخرو ہو جائے گی۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی دنیا میں سرخرو ہو جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلامی آئین پچیس سال بعد دنیا میں پیش کر دیا۔“

[The National Assembly of Pakistan, Constitution making debates, Feb 28 1973, Vol 2 No. 10, p 460]

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جب پاکستان کی اسمبلی میں مولوی نعمت اللہ صاحب یہ تقریر فرما چکے تو کوثر نیازی صاحب نے کہا کہ کیا مفتی محمود صاحب کے بھی یہی نظریات ہیں۔ تو نہ مفتی محمود صاحب نے اور نہ علماء میں سے کسی اور ممبر نے اس بات کی تردید کی کہ یہ ہمارے خیالات نہیں ہیں۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ! یعنی ان علماء کو قرآن کریم اور احادیث میں غلاموں کو آزاد کرنے کی تاکید اور اس کے ثواب کا بیان نظر نہیں آیا۔ اور ان کے نزدیک ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ کا سب سے اہم پہلو یہی تھا کہ پاکستان میں غلام اور لونڈیاں بنانا شروع کر دو اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس طرح پاکستان دنیا بھر میں سرخرو ہو جائے گا۔

یہ مثال پیش کرنے سے غرض یہ ہے کہ یہ واضح ہو کہ جب مولوی صاحبان یہ کہتے ہیں کہ ہم قوانین بنائیں گے اور ہم پر یہ پابندی نہ ہو کہ بنیادی حقوق کے خلاف قوانین نہ بنائیں تو اس کا منحوس انجام کیا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ملاحظہ ہو کہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف جس قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے، اس کی ذہنی کیفیت کیا تھی؟ اور کسی کو یہ وہم نہ اُٹھے کہ اسمبلی میں ایک ممبر صاحب نے بہک کر ایسی بات کہہ دی۔ اس کے بعد ISIS اور بوکوحرام نے اس کام کو عملاً کر بھی دیا۔ اگر اس شدّت پسند طبقے کو کھلی چھٹی دی جائے گی تو یہ خوفناک نتیجے نکلیں گے۔

جماعتِ احمدیہ کے مخالف طبقہ کو آئینِ پاکستان کے پہلے باب سے ایک خاص عداوت ہے کیونکہ اس میں پاکستان کے شہریوں کے بنیادی انسانی حقوق بیان ہوئے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ یحییٰ بختیار صاحب نے تو یہ خوفناک نظریہ پیش کر دیا تھا کہ پارلیمنٹ آئین میں درج بنیادی حقوق اور اس شق کو کہ ان میں کمی بھی نہیں کی جا سکتی ختم کرنے کا اختیار بھی رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 20 کے مطابق [جو بنیادی

حقوق کے باب کا حصہ ہے] قانون اور امنِ عامہ اور اخلاق کے تابع ہر شخص کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق دیا گیا تھا۔لیکن مولوی صاحبان اس سے بھی خوش نہیں تھے۔کیونکہ اگر تبلیغ کی اجازت ہے تو پھر مذہب کی تبدیلی کی اجازت بھی دینی پڑے گی۔چنانچہ جب 1973ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں آئین کے مسودے پر بحث ہو رہی تھی تو مفتی محمود صاحب نے کہا:

''بنیادی حقوق کی دفعات میں ایک مسلمان کو مرتد ہونے کا حق حاصل ہے۔اب بتائیں کہ سرکاری مذہب اسلام کیسے ہوگیا۔''

[The National Assembly of Pakistan Constitution Making Debates, Vol II No. 13 March 5 1973, p 644]

جمیعت علمائے پاکستان کے قائد شاہ احمد نورانی صاحب نے کہا:

''اس دستور میں مسلمان کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرلے۔ جنابِ صدر ایک ایسا دستور جس میں مسلمان کے عقیدے کی، مسلمان کے مذہب کی، مسلمان کے دین کی حفاظت کی ضمانت نہ دی گئی ہو۔ اور کسی بھی حیثیت سے، کہیں بھی، کسی شخص کو بھی اس بات کی اجازت نہ دی جائے کہ مسلمان کے عقیدہ پر کسی قسم کی شرط لگا سکے۔ مسلمان کے مذہب کو تبدیل کرا سکے۔ جب تک اس قسم کی ضمانت اس میں موجود نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں اس دستور کو مکمل طور پر اسلامی نہیں کہا جا سکتا۔''

[The National Assembly of Pakistan, Constitution Making Debates, Vol.II No. 14 p.712]

ان مثالوں سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جیسا کہ پاکستان کے آئین میں لکھا ہوا ہے کہ کسی پارلیمنٹ یا مملکت کے کسی اور ادارے کو اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ وہ بنیادی حقوق میں کمی کر سکے ورنہ اس سے فسادوں کا وہ دروازہ کھلے گا جس کو بند کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

تبلیغ پر پابندی

اب ہم اس عدالتی فیصلہ کے اس حصہ کی طرف آتے ہیں جس میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف نافذ کئے جانے والے آرڈیننس کا ذکر ہے۔

اس قسط میں ہم قانون اور اسلامی تعلیمات کی رو سے اس آرڈیننس کی شقوں کا جائزہ لیں گے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے زیرِ نظر فیصلہ میں اس آرڈیننس کے بارے میں شریعت کورٹ کے فیصلہ کا ذکر کیا گیا ہے۔اس لئے شریعت کورٹ کے اس فیصلہ کا مختصر ذکر بھی کریں گے۔

سب سے پہلے یہ جائزہ لیتے ہیں کہ جنرل ضیاء صاحب کے جاری کردہ آرڈیننس میں تبلیغ کے حوالے سے جماعتِ احمدیہ پر کیا پابندی لگائی گئی تھی؟ تعزیراتِ پاکستان کا یہ حصہ 298C ہے۔اس کے الفاظ یہ ہیں:

Any person of the Qadiani group or the Lahori group (who call themselves Ahmadis or by any other name,) who directly or indirectly, poses himself as a Muslim, or calls, or refers to, his faith as Islam, or preaches or propagates his faith, or invites others to accept his faith, by words, either spoken or written, or by visible representations, or in any manner whatsoever outrages the religious feelings of Muslims shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years and shall also be liable to fine.

ترجمہ: کوئی بھی شخص جو قادیانی یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہو (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی بھی اور نام سے موسوم کرتے ہوں) جو بلا واسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے، اپنے عقیدے کو اسلام کہے، اپنے عقیدہ کا پرچار و تبلیغ کرے، دوسروں کو اپنے عقیدہ میں شامل ہونے کی دعوت دے ایسے الفاظ سے جو چاہے قولی صورت میں ہوں یا تحریری صورت میں، یا کسی بھی ظاہری صورت میں، یا کسی بھی ایسی صورت میں جن سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ مندرجہ بالا تمام شقوں میں سے کسی کی بھی خلاف ورزی کی صورت میں تین سال تک قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

بظاہر یہ قانون کم اور احمدیوں کے خلاف اظہارِ بغض زیادہ لگتا ہے۔ یہ پابندی صرف احمدیوں پر ہے اور جماعتِ احمدیہ کے مخالفین پر کوئی پابندی نہیں وہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف جتنا چاہیں پروپیگنڈہ کریں۔ جبکہ آئین کا آرٹیکل 25 یہ اعلان کرتا ہے کہ قانون کی نظر میں سب شہری برابر ہوں گے۔

اسلم خاکی صاحب کی رائے اور آئین میں تبلیغ کی آزادی

یہی وجہ تھی کہ ایک عدالتی مددگار ماہر ڈاکٹر اسلم خاکی صاحب نے عدالت میں اپنی رائے دیتے ہوئے کہا:

"—prohibiting Qadianis from preaching their religion is a sort of 'one sided operation' which is not justified in Islam."— (page 34)

ترجمہ: قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ سے روکنا ایک یک طرفہ عمل ہے جو کہ اسلام کی رو سے جائز نہیں۔

اب آئین کی شق نمبر 20 کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہ شق بیان کرتی ہے ''قانون امنِ عامہ اور اخلاق کے تابع

[الف] ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا''

اس شق کی رو سے ہر شہری کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہے۔شریعت کورٹ نے اپنے فیصلہ میں یہ نکتہ اُٹھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ حق تو قانون کے تابع ہے۔ جب 1984ء میں احمدیوں کے بارے میں ایک قانون بنا دیا گیا تو پھر یہ حق برقرار نہیں رہتا۔ [فیصلہ شریعت کورٹ صفحہ 183] لیکن یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ آئین کی رو سے یعنی آئین کے آرٹیکل 8 کی رو سے ان بنیادی حقوق میں کمی کرنے یا انہیں منسوخ کرنے کا کوئی قانون نہیں بن سکتا۔ اور اگر ایسا قانون بنایا جائے تو اس حد تک کالعدم ہوگا جس حد تک وہ ان بنیادی حقوق سے ٹکرائے گا۔تو اس رُو سے تو 1984ء میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف جنرل ضیاء صاحب کے آرڈیننس کے تحت نافذ ہونے والا قانون خود بخود کالعدم ہو جاتا ہے اور اِس کو نافذ کرنا غیر آئینی ہے۔ اگر یہ نکتہ اُٹھایا جائے کہ یہ مذہبی آزادی قانون کے تابع بیان کی گئی ہے اور اگر ایسا قانون بنا دیا جائے جس میں احمدیوں کی مذہبی آزادی سلب کرلی جائے تو آئین کی یہ شق اس کو روک نہیں سکتی تو پھر یہ احمدیوں تک کیوں محدود رہے؟ پھر تو پاکستان میں کسی بھی گروہ کی مذہبی آزادی قانون بنا کر سلب کی جا سکتی ہے۔ پھر یہ اندھیر نگری صرف مذہبی آزادی تک کیوں محدود رہے؟ آئین کی تمہید میں انصاف اور برابری کے حق کو بھی قانون اور اخلاقِ عامہ کے تابع بیان کیا گیا ہے۔کل کو یہ کہا جائے گا کہ ہم نے قانون بنا دیا ہے کہ اب سے انصاف اور برابری غیر قانونی ہوگی۔ آئین کے آرٹیکل 14 میں گھر کی خلوت کے حق کو بھی قانون کے تابع بیان کیا گیا ہے۔ کوئی حکومت پھر یہ کہہ سکتی ہے کہ ہم قانون بنا رہے ہیں کہ کسی کو گھر کی خلوت کا حق حاصل نہیں ہے۔ اور کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ ہمارے اس حق پر اعتراض کرے۔ آئین کی شق 22 میں لکھا ہے کہ کسی شخص کو نسل، ذات، مذہب یا مقامِ پیدائش کی بنا پر ایسے تعلیمی ادارے میں داخلہ سے محروم نہیں کیا جائے گا جسے سرکاری محاصل سے مدد ملتی ہو۔ اور آئین کی رو سے یہ حق بھی قانون کے تابع بیان کیا گیا ہے۔ اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو پھر کوئی قانون ساز اسمبلی یہ اعلان کر سکتی ہے کہ ہم نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ اب سے تعلیمی اداروں میں داخلہ بلا امتیاز نہیں ہوگا اور ہم یہ قانون بنا رہے ہیں کہ یہ طبقہ اب سے تعلیمی اداروں میں داخلہ سے محروم رکھا جائے گا۔ اگر یہ سوچ لے کر قانون سازی کی جائے گی کہ ہمیں قانون بنانے کا اختیار ہے تو پاکستان میں کسی کے بھی حقوق محفوظ نہیں رہیں گے۔ اور جارج اورول (George Orwell) کے اُس ناول میں بیان کیا گیا نقشہ سامنے آجاتا ہے، ستم ظریفی دیکھیں جس کا نام ہی ''1984ء'' ہے۔

اس ناول میں ایسے دور کا نقشہ پیش کیا گیا ہے جب دنیا میں سیاسی اشرافیہ نے اس طرح کی قانون سازی کر کے افراد کو اُن کے تمام بنیادی حقوق سے محروم کر دیا ہے۔ وہ گھر بھی جاتے ہیں تو کیمرہ ان کی نگرانی کر رہا ہوتا ہے، جب دل چاہتا ہے تاریخ اور ڈکشنری بدل دیتے ہیں۔ اور شادی بھی کرتے ہیں تو اس لئے کہ ان کی پارٹی کو مزید بچوں کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی گھر میں ڈائری بھی لکھتا ہے تو چھپ کر جیسے کوئی بڑا جرم کر رہا ہو۔

بنیادی حقوق کے باب پر مولوی صاحبان کی ناراضگی

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں آئین کے آرٹیکل 8 پر یعنی اُس آرٹیکل پر جس میں بنیادی انسانی حقوق کو تحفظ دیا گیا تھا کہ اِن کو سلب یا کم کرنے کے بارے میں کوئی قانون نہیں بن سکتا اور اگر بنایا گیا تو وہ از خود کالعدم ہوگا، بحث شروع ہوئی تو مولوی صاحبان نے اس شق پر اظہارِ ناراضگی کیا تھا اور اسے تبدیل کروانے کی کوشش کی تھی۔ اور ظلم یہ ہے کہ اسلام کا نام لے کر یہ کوشش کی گئی تھی۔ حالانکہ انہیں اسلام کی حکمتوں کی اطلاع ہوتی اور اسلام سے محبت ہوتی تو یہ کہتے کہ سب سے زیادہ بنیادی حقوق کو تحفظ اسلام نے عطا کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کے نام پر ان حقوق کو مکمل تحفظ دیا جائے اور ایسا تحفظ دیا جائے کہ کسی اور ملک میں اس کی مثال نہ ملتی ہو۔لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے بالکل برعکس رویہ دکھایا۔ چنانچہ جب یہ آرٹیکل قومی اسمبلی میں بحث کے لئے پیش ہوا تو جماعتِ احمدیہ کے اشد مخالف مولوی عبد الحکیم صاحب نے اس میں یہ ترمیم پیش کردی کہ بنیادی حقوق میں کمی کرنے یا اسے سلب کرنے کا کوئی قانون منظور نہیں سوائے اس کے کہ اس باب میں عطا کردہ کسی حق کا خلافِ قرآن اور سنت ہونا ثابت ہو جائے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اس باب کو یعنی پاکستان کے آئین کے باب نمبر 1 کو پڑھ جائیں۔ اس میں تو بالکل بنیادی قسم کے انسانی حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے، قرآن نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بہت زیادہ حقوق انسانیت کو عطا فرمائے ہیں۔ اور مولوی عبدالحکیم صاحب یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ اگر بنیادی انسانی حقوق میں سے کوئی خلافِ اسلام یا خلافِ سنت ثابت ہو جائے تو وہ منسوخ ہو سکتا ہے۔ یہ صاحب تو خود اسلام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کر رہے تھے۔ اور یہ کہہ رہے تھے کہ اسلام نے انسانیت کو بنیادی حقوق بھی عطا نہیں کئے۔ اسی رَو میں بہک کر مولوی عبد الحق صاحب [اکوڑہ خٹک] نے بھی ایک ترمیم پیش کردی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے آئین کا یہ آرٹیکل (نمبر 8) ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ کوئی رسم یا رواج یا قانون جو ان بنیادی انسانی حقوق سے ٹکرائے گا وہ تناقض کی حد تک کالعدم ہوگا۔ ان صاحب نے یہ ترمیم پیش کر دی سوائے اس کے کہ ''ایسا قانون، رسم و رواج جو قرآن و سنت کے مطابق ہو۔'' دوسرے لفظوں میں یہ مولوی صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ قرآن و سنت بنیادی انسانی حقوق کو سلب کر سکتے ہیں۔ مولوی عبد الحق صاحب یہ تو غور فرماتے کہ اس باب میں درج کون سا حق خلافِ اسلام یا خلافِ سنت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ عجیب الخلقت ترامیم بھاری اکثریت سے نامنظور ہوگئیں۔ اور ان کے حق میں صرف 16 ووٹ آئے۔

(The National Assembly of Pakistan, Constitution Making Debates, Vol II no 19 P 1096)

شریعت کورٹ کے فیصلہ میں جماعتِ احمدیہ کی تبلیغ پر پابندی کا جواز پیش کرنے کے لئے یہ تبصرہ کیا گیا کہ دوسری آئینی ترمیم کے بعد بھی احمدی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے تبلیغ کرتے رہے جبکہ اُن کے لئے یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے تبلیغ کرتے [فیصلہ شریعت کورٹ ص 150] یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ 1974ء کی کارروائی کے دوران جماعتِ احمدیہ پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ خود کو مسلمانوں سے علیحدہ رکھتے ہیں اور علیحدہ ظاہر کرتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے خود یہ مطالبہ پیش کیا تھا کہ ہمیں مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت تسلیم کرو۔ [کارروائی سپیشل کمیٹی 1974ء ص 1920] اور یہ الزام بار بار لگایا گیا کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ رکھتے ہیں۔ اور دس سال بعد یہ الزام لگایا جا رہا تھا کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور اس سے دھوکہ لگتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں متضاد باتیں ہیں۔ اور اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے مخالفین جب دل چاہتا ہے اپنی پسند کا بے بنیاد الزام لگا دیتے ہیں۔ خواہ ان کا ایک الزام دوسرے الزام کی تردید ہی کیوں نہ کرتا ہو۔

آزادی سے قبل تبلیغ کی آزادی پر مسلم لیگ کا مؤقف

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آزادی سے بھی کافی قبل جب 1930ء کی دہائی میں ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے بارے میں بحث چل رہی تھی اور اس سلسلہ میں لندن میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنسیں ہو رہی تھیں۔ تو اس وقت آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنی قراردادوں کے ذریعہ مستقبل کے آئین کے بارے میں جو مطالبات پیش کئے

تھے ان میں سے ایک یہ تھا:

“No constitution would be acceptable to Mussalman’s unless it secures and guarantees them: freedom of profession, practice and propagation of religion, education etc.”

(Foundations of Pakistan, edited by Syed Sharifuddin Pirzada, Vol 2 1924–1947 , Published by National Publishing House 1970, p 189)

ترجمہ: کوئی بھی آئین مسلمانوں کے لئے قابلِ قبول نہیں ہوگا جب تک اس میں ان امور کی ضمانت نہ دی جائے: پیشہ اختیار کرنے کی آزادی، مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی آزادی اور تعلیم کا حق وغیرہ۔

حقیقت تو یہ ہے کہ سب کے لئے تبلیغ کی آزادی کا مطالبہ تو مسلم لیگ کا بنیادی مطالبہ تھا۔ اور ان مطالبات میں قانون کے تابع (Subject to law) کا ذکر نہیں تھا۔

یہ بات اہم ہے کہ اسی سال یعنی مارچ 1931ء میں کراچی میں کانگرس نے بھی مستقبل کے آئین کے بارے میں اپنے مطالبات منظور کئے تھے۔ اور ان مطالبات کا آرٹیکل 1–ii مذہبی آزادی کے بارے میں تھا۔ اور اس کے الفاظ یہ تھے۔

“Every citizen shall enjoy freedom of conscience and the right freely to profess and practise his religion, subject to public order and morality”

ترجمہ: ہر شخص کو ضمیر کی آزادی اور قانون اور اخلاقِ عامہ کے تابع اپنے مذہب کا اعلان کرنے اور اس پر عمل کرنے کے حق کی آزادی حاصل ہوگی۔

مسلم لیگ کی قرارداد کے برعکس اس قرارداد میں تبلیغ کا ذکر نہیں تھا۔ اور اس حق کو قانون اور اخلاقِ عامہ کے تابع رکھا گیا تھا۔ اسی طرح جب ستمبر تا دسمبر 1931ء میں لنڈن میں ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے بارے میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس ہوئی تو اس میں گاندھی جی نے کانگرس کی طرف سے مذہبی آزادی کی ضمانت کا ذکر کیا تو اس میں مذہب کے Profession and practice کا ذکر تھا لیکن تبلیغ کرنے کی اجازت کا ذکر نہیں تھا۔ اور اس وقت ہندوستان کے عیسائیوں کی طرف سے جو میمورنڈم جمع کرایا گیا تھا اس میں گاندھی جی کے بعض بیانات پر جو عیسائی تبلیغی سرگرمیوں پر ممکنہ پابندیوں کے بارے میں تھے اظہارِ تشویش کیا گیا تھا۔

(Indian Roundtable Conference Second Session, proceedings of Federal Structure Committee and Minorities Committee, Vol 3, published by Calcutta: Government of India Central Publication Branch 1939, p1348,1391, 1411)

اس بیان کا مقصد یہ ہے کہ آزادی سے قبل پاکستان کی بانی جماعت کا مؤقف مذہب کی آزادانہ تبلیغ کے حق کو محفوظ کرنے کے حق میں تھا۔ اور مسلم لیگ کی طرف سے جو آزادی اور حقوق کا جو تصور پیش کیا جا رہا تھا اس میں ایک اہم پہلو ہر ایک کے لئے تبلیغ کی آزادی کا حق تھا۔

پاکستان بننے کے بعد مولوی صاحبان کے مطالبات

لیکن پاکستان بننے کے دو تین سال بعد ہی بہت سے مولوی صاحبان [جن کی اکثریت پاکستان بننے کی ہی مخالف تھی] کے ایسے فتاویٰ سامنے آنے لگے کہ چونکہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس لئے یہاں پر غیر مسلموں کو یا اُن کو جنہیں یہ مولوی صاحبان غیر مسلم سمجھتے ہیں تبلیغ کی بالکل اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ ان پر خود کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے خواہ وہ دوسروں کو واجب القتل ہی کیوں نہ قرار دے دیں۔ چنانچہ جب 1953ء کے فسادات پر قائم ہونے والی تحقیقاتی عدالت میں اس بارے میں سوالات کئے گئے تو اکثر مولوی صاحبان نے اس رائے کا اظہار کیا کہ پاکستان چونکہ ایک اسلامی مملکت ہے اس لئے یہاں پر غیر مسلموں کو کھلم کھلا تبلیغ کی بالکل اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

[رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب 1953ء ص238]

ان صاحبان کو اگر دنیا میں اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ اسلام کی فکر ہوتی یا کم از کم اس کی صلاحیت ہوتی تو وہ کبھی بھی تبلیغ کے حق کی مخالفت نہ کرتے بلکہ اس کی بھرپور حمایت کرتے۔ اگر ان میں خود اعتمادی ہوتی تو انہیں کبھی بھی اس بات سے پریشانی نہ ہوتی کہ آئین میں سب کو تبلیغ کی آزادی حاصل ہے۔ مگر افسوس کہ جب 1973ء میں پاکستان کے تیسرے آئین پر بحث ہو رہی تھی تو اس موقع پر بھی مذہبی جماعتوں کے قائدین نے آئین میں تبلیغ کے حق کی مخالفت کی۔ یہ حق آئین کے آرٹیکل 20 میں دیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

”قانون امنِ عامہ اور اخلاق کے تابع
[الف] ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا“

جب یہ شق پیش ہوئی تو مذہبی جماعتوں کے ممبران نے اس میں ترمیم کرانے کی کوشش کی۔ مولوی عبدالحکیم صاحب نے اس شق میں یہ ترمیم پیش کی:

”بشرطیکہ اسلام کی تبلیغ میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ اور یہ کہ مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔“

اور مولوی غلام غوث صاحب نے ان الفاظ کے اضافہ کی تجویز پیش کی:

”لیکن کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔“

اس کا مطلب یہ کہ غیر مسلموں کو تبلیغ کرنے کی اجازت تو ہے لیکن کوئی مسلمان اپنا مذہب تبدیل نہیں کر سکتا۔ اس شرط کے ساتھ تو تبلیغ کا حق بے معنی ہو جاتا ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس موقع پر وفاقی وزیر خورشید حسن میر صاحب نے اس ترمیم کی مخالفت میں تقریر کی اور کہا کہ اس وقت کئی ممالک میں مثلاً افریقہ میں اسلام پھیل رہا ہے۔ اگر ہم ایسا قانون بنائیں گے تو غیر مسلم ممالک بھی ایسے قوانین بنا دیں گے جس سے اسلام کی تبلیغ پر غلط اثر پڑے گا۔ لیکن اسلام کی تبلیغ کی کسی کو فکر نہیں تھی تو ان علماء صاحبان کو نہیں تھی۔ اس بحث میں وہ اس قسم کی فکروں سے مکمل طور پر بے نیاز نظر آتے ہیں۔

(The National Assembly of Pakistan, Constitution Making Debates, Vol II No. 20, P1096-1110)

مرتد کی تعریف اور اس میں پوشیدہ فتنہ

ایک گذشتہ قسط میں یہ ذکر گذر چکا ہے کہ مولوی صاحبان کے نزدیک مرتد کی سزا قتل ہے اور وہ اسے قانون کا حصہ بنانے کے لئے کوششیں بھی کرتے رہے ہیں۔ جب 1973ء کے آئین پر بحث ہو رہی تھی تو مذہبی جماعتوں کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ پاکستان میں غیر مسلموں کو تبلیغ کا حق تو دے دو۔ سکھ یا ہندو عیسائی ہو سکتا ہے اور عیسائی سکھ یا ہندو ہو سکتا ہے لیکن آئین کی رو سے مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

اس پس منظر میں ایک اور بات کا ذکر بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ اس مرحلہ پر ان علماء نے مرتد کی تعریف کو بھی آئین کا حصہ بنانے کی کوشش کی۔ چنانچہ مولوی غلام غوث صاحب نے مرتد کی اس تعریف کو آئین کا حصہ بنانے کی تجویز پیش کی کہ:

”کسی ایسے شخص کو مرتد کہا جائے گا اگر وہ اسلام قبول کرنے کے بعد قرآن پاک کی کسی آیت رسول کی کسی مسلسل حدیث یا ان کی کسی مقبول عام توضیح کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔“

(The National Assembly of Pakistan, Constitution Making Debates, Vol II no 20, (P1268

مرتد کی اس تعریف سے یہ ظاہر ہے کہ اس کے بعد ان علماء نے یہ مسئلہ اُٹھانا تھا کہ یہ فیصلہ تو ہم علماء کریں گے کہ کسی آیت یا مسلسل حدیث کی مقبولِ عام توضیح کیا ہے؟ یا یہ کہ یہ فیصلہ بھی ہم کریں گے کہ کون سی حدیث کو مسلسل حدیث قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور اس کو بنیاد بنا کر جس کو ان کا جی چاہے مرتد، غیر مسلم اور واجب القتل قرار دینا تھا۔ اور اس طرح ان کے لئے اپنی من مانی کرنے کے راستے کھل جانے تھے۔ یہ ترامیم بھی بھاری اکثریت سے نا منظور قرار دے دی گئیں۔ اور ان کی حمایت میں صرف دو ووٹ آئے۔ اگر مرتد کی یہ تعریف منظور کرانے کی کوشش کی گئی تھی تو لازمی بات ہے کہ اگلا مرحلہ یہ ہونا تھا کہ جو کسی ایک آیت یا کسی ایک حدیث کے مطلب کے بارے میں بھی مولوی صاحبان سے اختلاف کرے گا وہ غیر مسلم اور گردن زدنی قرار دے دیا جائے گا۔

قرآنِ کریم کی راہنمائی

اب اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس بارے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟ کیا ایسے ملک میں جہاں مسلمانوں کی حکومت ہو، دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اپنے عقائد کی تبلیغ کی اجازت ہوتی ہے کہ نہیں؟ بار بار اس بات کا اعلان کیا جاتا ہے کہ ملک کے آئین میں لکھا ہے کہ پاکستان میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکتا۔ تو اس مسئلہ میں بھی یہ جائزہ لینا پڑے گا کہ اس بارے میں قرآنِ کریم سے کیا راہنمائی ملتی ہے؟

اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں فرماتا ہے: وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

[سورۃ البقرۃ:112]

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں ہرگز جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا سوائے ان کے جو یہودی یا عیسائی ہوں۔ یہ محض ان کی خواہشات ہیں۔ تو کہہ اپنی کوئی مضبوط دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

یہ مدنی دور کی آیت ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی اور عیسائی اپنے مذہب کے برحق ہونے کا اعلان کر رہے تھے اور قرآنِ کریم نے انہیں اس سے روکا نہیں بلکہ انہیں دعوت دی ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو مضبوط دلیل پیش کریں۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآنِ کریم انہیں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دے رہا ہے۔ تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے یہ جملے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کہے جب نجران کا وفد مدینہ میں آیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ... [سورۃ الانبیاء:25]

ترجمہ: کیا انہوں نے اس کے سوا کوئی معبود بنا رکھے ہیں؟ تو کہہ دے اپنی قطعی دلیل لاؤ...

اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنِ کریم کی تعلیم یہ ہے کہ جب مشرکوں سے بھی مذہبی گفتگو ہو اور وہ اپنے مشرکانہ دعاوی پیش کریں تو ان سے ان کے دعوے کی دلیل طلب کرو۔ اگر مشرکین کو اپنے مذہب کے حق میں دلائل پیش کرنے کی یا تبلیغ کی اجازت ہی نہیں تھی تو ان سے دلیل طلب کرنے کا کیا مطلب؟

پھر سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُدْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ... [سورۃ النحل:126]

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو...

تبلیغ کا مقصد اپنے مذہب کے حق میں دلائل دینا ہے۔ اگر دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اپنے عقائد کے حق میں دلیل دینے یا تبلیغ کا حق ہی نہیں تھا تو پھر بہترین دلیل کے ساتھ بحث کیسے ہو سکتی ہے؟

اس آیتِ کریمہ میں 'جادلھم' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور لفظ الجدال کا مطلب ہی یہ ہے ”ایسی گفتگو جس میں طرفین ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں“۔ اگر فریقِ مخالف کو تبلیغ کی یا دلیل دینے کی اجازت ہی نہیں تو پھر ایسی گفتگو ہو ہی نہیں سکتی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ... [سورۃ العنکبوت:47]

ترجمہ: اور اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو مگر اس (دلیل) سے جو بہترین ہو...

اگر اہلِ کتاب کو تبلیغ کی اجازت ہی نہیں تھی تو ان سے بحث کس طرح ہو سکتی تھی۔

یہ آیاتِ کریمہ ظاہر کرتی ہیں کہ قرآن کریم واضح طور پر مشرکین، یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ حق تسلیم کرتا ہے کہ وہ اپنے مذہب اور اپنے عقائد کے حق میں دلائل دیں اور اگر یہ تبلیغ نہیں تو پھر اور تبلیغ کس کو کہتے ہیں؟

.......................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا عہد باندھ کر اسے آخری دَم تک نبھانے والے بدری صحابہ کا ذکر خیر

پہلے صدر جماعت ہائے احمدیہ ملائشیا اُنگکو عدنان اسماعیل (Ungku Adnan Ismail) صاحب اور محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری خلیل احمد صاحب ربوہ کا نماز جنازہ غائب اور ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12/اکتوبر 2018ء بمطابق 12/اخاء 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج میں جن صحابہ کا ذکر کرنے لگا ہوں ان کے واقعات اور روایات کو تاریخ نے تفصیل سے محفوظ نہیں کیا۔ ان کا مختصر تعارف ہی ہے جو بعض کا چند سطروں میں بیان ہوا ہے لیکن کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ تمام بدری صحابہ کا ذکر ایک جگہ جماعتی لٹریچر میں بھی آ جائے اس لئے مختصر تعارف والے ناموں کو بھی میں لے رہا ہوں۔ ویسے بھی ان صحابہ کا جو مقام تھا اور ہے ان کا چاہے مختصر ذکر ہی ہو، ان لوگوں کا ذکر خیر بھی یا ان کو یاد کرنا بھی ہمارے لئے یہ برکت کا موجب ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو غریب اور کمزور ہونے کے باوجود دین کی حفاظت کرنے والوں میں صف اول میں تھے۔ دشمن کی طاقت سے مرعوب نہیں ہوئے بلکہ ان کا تمام تر توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا اور محبت کا عہد کیا تو اس کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ان کے اس عہد وفا کے نبھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو جنت کی بشارت دی اور ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا۔

حضرت عَبْدُ رَبِّہٖ بن حق بن اوس ایک صحابی تھے۔ ان کے بارے میں ایک سے زائد آراء ہیں۔ بعض نے عَبْدُ رَبِّہٖ اور بعض نے عبداللہ لکھا ہے۔ ابن اسحاق کے نزدیک ان کا نام عبداللہ بن حق جبکہ ابن عمارہ کے مطابق عبدِ رب بن حق ہے ان کا تعلق بنوخزرج کے خاندان بنوساعدہ سے تھا اور آپ غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 3 صفحہ 318-317 ''عبدربہ بن حق'' مطبوعہ دارالفکر بیروت 2003ء)

پھر حضرت سَلَمہ بن ثابت ہیں ان کا نام پورا نام سَلَمہ بن ثابت بن وقش ہے۔ حضرت سلمہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے غزوہ احد میں ابوسفیان نے حضرت سلمہ بن ثابت کو شہید کیا تھا۔ حضرت سلمہ کے والد حضرت ثابت بن وقش اور چچا حضرت رفاعۃ بن وقش اور ان کے بھائی حضرت عمرو بن ثابت بھی غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ اس خاندان کے بہت سارے افراد غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت یمان تھا جو حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی بہن تھیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 234 سلمہ بن ثابت بن وقش، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)، (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 291 سلمۃ بن ثابت، دارالفکر بیروت 2003ء)

پھر حضرت سنان بن صیفی ہیں ان کا تعلق خزرج کی شاخ بنوسلمہ سے تھا۔ ان کی والدہ کا نام نائلہ بنت قیس تھا۔ ان کا ایک بیٹا مسعود بھی تھا۔ 12 نبوی میں مصعب بن عمیر کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ یہ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر دیگر ستر انصار کے ساتھ شامل ہوئے اور غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 291، ومن بنی عبید بن عدی...، سنان بن صیفی، داراحیاء التراث العربی 1996ء)، (حبیب کبریاؐ کے تین سو اصحاب از طالب الہاشمی صفحہ 325، ندیم یونس پرنٹرز لاہور 1999ء) غزوہ خندق میں بھی یہ شریک تھے اور اس میں آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جزء اول صفحہ 276 باب اسماء من شھد العقبۃ الاخیرۃ، دارالکتاب العربی بیروت 2008ء)

پھر حضرت عبداللہ بن عبد مناف ہیں ان کا تعلق قبیلہ بنونعمان سے تھا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جزء دوم صفحہ 410، من حضر بدراً من المسلمین، دارالکتاب العربی بیروت 2008ء) ابویحیٰ ان کی کنیت تھی ان کی والدہ حُمَیمہ بنت عبید تھیں۔ ان کی ایک بیٹی تھیں ان نام بھی حُمَیمہ تھا جن کی والدہ رُبَیِّع بنت طفیل تھیں۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 292 عبداللہ بن عبد مناف، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت مُحْرِز بن عامر بن مالک ہیں۔ ان کی وفات غزوہ احد کے لئے نکلنے والی صبح کے وقت ہوئی۔ ان کا پورا نام مُحْرِز بن عامر تھا۔ ان کا تعلق بنوعدی بن نجار سے تھا۔ ان کی والدہ کا نام سُعْدیٰ بنت خیثمہ بن حارث تھا اور ان کا تعلق اَوس قبیلہ سے تھا۔ ان کی والدہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خیثمہ کی ہمشیرہ تھیں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ام سھل بنت ابی خارجہ سے آپ کی اولاد اسماء اور کلثُم تھیں۔ آپ نے غزوہ بدر میں شرکت کی۔ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے لئے نکلنا تھا اس دن صبح کے وقت ان کی وفات ہو گئی تھی۔ ان کا شمار ان لوگوں میں کیا گیا ہے جو غزوہ احد میں شامل ہوئے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 388 محرز بن عامر، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) کیونکہ شامل ہونے کی نیت تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شامل ہونے والوں میں شمار فرمایا۔

حضرت عائذ بن ماعص انصاری صحابی ہیں۔ ان نام عائذ بن ماعص تھا۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوزُرَیق سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مؤاخات حضرت سُوَیْبِط بن حرملہ سے کروائی۔ آپ اپنے بھائی حضرت معاذ بن ماعص کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ حضرت عائذ بن ماعص بئرمعونہ اور غزوہ خندق میں شریک ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک تھے۔ حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں 12 ہجری میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 43 عائذ بن ماعص مطبوعہ دارالفکر بیروت 2003ء)، (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 301 عائذ بن ماعص داراحیاء التراث العربی 1996ء)

پھر حضرت عبداللہ بن سلمہ بن مالک انصاری ہیں۔ آپ انصار کے قبیلہ بَلِیّ سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن سلمہ جب شہید ہوئے تو ان کو اور حضرت مجذّر بن زیاد کو ایک ہی چادر میں لپیٹ کر اونٹ پر مدینہ لایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلمہ کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! میرا بیٹا غزوہ بدر میں شریک ہوا تھا اور غزوہ احد میں شہید ہو گیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسے اپنے پاس لے آؤں، یعنی اس کی تدفین مدینہ میں ہو جائے، تا میں اس کی قربت سے مانوس ہو سکوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عنایت فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن سلمہ جسیم اور بھاری وزن کے تھے اور حضرت مجذّر بن زیاد دبلے پتلے تھے تاہم روایتوں میں یہ لکھا ہے کہ اونٹ پر دونوں کا وزن برابر رہا۔ اس پر لوگوں نے تعجب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے اعمال نے انہیں برابر کر دیا ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 161-160 عبداللہ بن سلمۃ، مطبوعہ دارالفکر بیروت 2003ء)

پھر ایک صحابی حضرت مسعود بن خلدہ ہیں۔ ان کا نام مسعود بن خلدہ تھا اور بعض روایات میں مسعود بن خالد بیان ہوا ہے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوزُرَیق سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ واقعہ بئرمعونہ میں شہید ہوئے جبکہ بعض دیگر روایات میں ہے کہ آپ غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 3 صفحہ 448 مسعود بن خلدۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)، (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 6 صفحہ 281 مسعود بن خلدۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

پھر حضرت مسعود بن سعد انصاری ہیں۔ حضرت مسعود کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوزُرَیق سے تھا۔

غزوہ بدر اور احد میں آپ شریک ہوئے اور بعض کے نزدیک حضرت مسعود بن سعد واقعہ بئر معونہ میں شہید ہوئے جبکہ محمد بن عُمارہ اور ابونُعَیم کے نزدیک آپ غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 4 صفحہ 370-369 مسعود بن سعد، دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر ایک صحابی حضرت زید بن اسلم ہیں۔ یہ بھی انصاری ہیں۔ حضرت زید بن اسلم کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو عجلان سے تھا۔ یہ غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے اور حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں طُلَیحہ بن خُوَیلِد الاسدی کے خلاف لڑتے ہوئے بُزاخہ کے دن شہید ہوئے۔ بزاخہ نجد میں ایک چشمہ ہے جہاں مسلمانوں کی اسلامی حکومت کے باغی اور مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد الاسدی سے جنگ ہوئی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 246 طبقات البدریین من الانصار، زید بن اسلم، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)، (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 136-135 زید بن اسلم، دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر ایک صحابی ہیں ابوالمُنذِر یزید بن عامر۔ ان کا نام یزید بن عمرو بھی بیان ہوا ہے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو سواد سے تھا۔ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے اور ان کی اولاد مدینہ اور بغداد میں بھی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 294 طبقات البدریین من الانصار، یزید بن عامر، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)، (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 6 صفحہ 525 یزید بن عمرو، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء) ان کی اولاد کافی پھیلی۔

پھر حضرت عمرو بن ثعلبہ انصاری صحابی ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو عدی سے تھا۔ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور تھے۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرو بن ثعلبہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیالہ مقام پر ملا اور یہاں پر اسلام قبول کیا اور آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وضّاح بن سلمہ ایک صحابی ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سو سال کی عمر میں بھی حضرت عمرو بن ثعلبہ کے سر پر جس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تھا وہاں بال سفید نہ ہوئے تھے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 700 عمرو بن ثعلبۃ الانصاری، دار الفکر بیروت 2003ء) (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 3 صفحہ 253 عمرو بن ثعلبۃ بن النجار، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت ابوخالد حارث بن قیس بن خالد بن مُخَلَّد ایک صحابی تھے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو زُرَیق سے تھا۔ آپ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ جنگ یمامہ میں شامل ہوئے اور زخمی ہو گئے۔ زخم مندمل ہو گیا لیکن حضرت عمرؓ کے دور میں دوبارہ زخم پھٹ پڑا جس سے آپ کی وفات ہو گئی۔ اس لئے آپ کو جنگ یمامہ کے شہداء میں شامل کیا جاتا ہے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 5 صفحہ 81 ابو خالد الحارث بن قیس، دار الفکر بیروت 2003ء)، (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 1 صفحہ 363 الحارث بن قیس الزرقی، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر ایک صحابی حضرت عبداللہ بن ثَعْلَبَہ البَلَوِیؓ ہیں۔ یہ بھی انصاری ہیں۔ ان کا نام حضرت عبداللہ بن ثعلبہ تھا آپ نے غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی۔ غزوہ بدر میں اپنے بھائی بَحّاث بن ثعلبہ کے ساتھ شامل ہوئے۔ (اسد الغابۃ جلد 3 صفحہ 85 عبد اللہ بن ثعلبۃ البلوی، دار الفکر بیروت 2003ء)، (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 418 عبد اللہ بن ثعلبہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت بَحّاث بن ثعلبہ انصاری ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بَلِیّ سے تھا۔ ان کے دو بھائی حضرت عبداللہ اور حضرت یزید تھے۔ ان کے بھائی حضرت یزید بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ دونوں میں شامل تھے۔ حضرت بحّاب بن ثعلبہ اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن ثعلبہ کے ساتھ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ حضرت بحّاب بن ثعلبہ کا نام بحّاث بن ثعلبہ بھی بیان ہوا ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 230 بحاث بن ثلبۃ، دار الفکر بیروت 2003ء)

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 1 صفحہ 267 بحاث بن ثعلبۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر حضرت مالک بن مسعود انصاری ہیں۔ ان کا نام مالک بن مسعود تھا۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو ساعدہ سے تھا۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 4 صفحہ 255، مالک بن مسعود، دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر عبداللہ بن قیس بن صخر انصاری ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو سلمہ سے تھا۔ آپ اپنے بھائی مَعبد بن قیس کے ساتھ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شامل ہوئے تھے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 366 عبداللہ بن قیس مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 437 معبد بن قیس مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت عبداللہ بن عبس انصاری ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو عدی سے تھا۔ بعض نے ان کا نام عبداللہ بن عُبَیس بیان کیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر اور اس کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں شامل ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 3 صفحہ 75 عبداللہ بن عبس، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر حضرت مُعَتِّب بن قُشَیر انصاری ہیں۔ بعض روایات میں آپ کا نام مُعَتِّب بن بشیر بھی بیان ہوا ہے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس کی شاخ بنو ضُبَیعة سے تھا۔ حضرت مُعَتِّب بن قشیر بیعت عقبہ میں شامل تھے۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 4 صفحہ 432 معتب بن قشیر، دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت سواد بن رُزَن انصاری ایک صحابی ہیں۔ ان کا نام سواد بن رُزَن تھا اور بعض روایات میں آپ کا نام اسود بن رُزَن اور سواد بن زُرَیق بھی بیان ہوا ہے۔ یہ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 293 سواد بن رزن، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت مُعَتِّب بن عوف صحابی تھے۔ حضرت مُعَتِّب بن عوف کا تعلق قبیلہ بنو خُزاعہ سے ہے۔ یہ بنو مخزوم کے حلیف تھے۔ آپ کو مُعَتِّب بن الحمراء بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوعوف ہے۔ حضرت مُعَتِّب بن عوف دوسری ہجرت حبشہ میں شامل تھے۔ جب حضرت مُعَتِّب بن عوف نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو آپ حضرت مبشر بن عبدالمنذر کے ہاں ٹھہرے۔ مؤاخات مدینہ کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری کے ساتھ آپ کی مؤاخات کروائی تھی۔ حضرت مُعَتِّب بن عوف غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل ہوئے۔ حضرت مُعَتِّب بن عوف کی وفات 57 ہجری میں بعمر 78 سال ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 صفحہ 141، معتب بن عوف، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت بُجَیر بن ابی بُجَیر ہیں۔ حضرت بُجَیر بن ابی بُجَیر غزوہ بدر اور احد میں شریک تھے۔ ان کے بارے میں بس اتنا ہی لکھا گیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 395 بجیر بن ابی بجیر، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

پھر حضرت عامر بن بُکَیر تھے۔ حضرت عامر بن بُکَیر کا تعلق قبیلہ بنو سعد سے تھا۔ حضرت عامر غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور آپ کے ساتھ آپ کے بھائی حضرت ایاس بن بُکَیر، حضرت عاقل بن بُکَیر اور حضرت خالد بن بُکَیر غزوہ بدر میں شامل ہوئے اور یہ سب بعد کے غزوات میں بھی شامل ہوئے۔ ان سب بھائیوں نے دار ارقم میں اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت عامر بن بُکَیر جنگ یمامہ والے دن شہید ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 2 صفحہ 788 عامر بن بکیر، دار الجیل بیروت 1992ء)

پھر حضرت عَمرو بن سراقہ بن المُعْتَمِر ہیں۔ ان کا پورا نام حضرت عمرو بن سراقہ بن معتمر جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ حضرت عثمان کے دور خلافت میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ ان کی والدہ کا نام قدامہ بنت عبداللہ بن عمر تھا۔ بعض کے نزدیک ان کی والدہ کا نام آمنہ بنت عبداللہ بن عمیر بن اُھَیب تھا۔ حضرت عمرو بن سراقہ کا تعلق قبیلہ بنو عدی سے تھا اور حضرت عبداللہ بن سراقہ آپ کے بھائی تھے۔ حضرت عمرو بن سراقہ اپنے بھائی حضرت عبداللہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر انصاری نے آپ کو اپنے ہاں ٹھہرایا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 295، عمرو بن سراقۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)، (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 4 صفحہ 523 عمرو بن سراقۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن سراقہ کی حضرت سعد بن زید کے ساتھ مؤاخات قائم فرمائی۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 436 سعد بن زید بن مالک الاَشْھلی، دار الکتب العلمیۃ بیروت) حضرت عمرو بن سراقہ نے غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شرکت کی۔ حضرت عامر بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سریہ نخلہ پر بھیجا اور ہمارے ساتھ حضرت عمرو بن سراقہ بھی تھے۔ آپ کا جسم دبلا اور قد لمبا تھا۔ دوران سفر حضرت عمرو بن سراقہ پیٹ پکڑ کر بیٹھ گئے، کیونکہ کھانے پینے کا وہاں کچھ نہیں تھا، بھوک کی شدت کی وجہ سے چل نہیں سکتے تھے۔ کہتے ہیں ہم نے ایک پتھر لے کر آپ کے پیٹ کے ساتھ کس کر باندھ دیا پھر آپ ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ پھر ہم عرب کے ایک قبیلہ میں پہنچے تو قبیلہ والوں نے ہماری ضیافت کی۔ اس کے بعد پھر آپ چل پڑے۔ حس مزاح بھی تھی صحابہ میں تو وہاں سے کھانا کھانے کے بعد جب چل پڑے تو حضرت عمرو بن سراقہ کہنے لگے کہ پہلے مَیں سمجھتا تھا کہ انسان کی دونوں ٹانگیں اس کے پیٹ کو اٹھاتی ہیں لیکن آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ اصل میں پیٹ ٹانگوں کو اٹھاتا ہے۔ خالی پیٹ ہو تو آدمی چل نہیں سکتا۔ حضرت عمر نے آپ کو خیبر کی زمین کا ایک حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت عمروؓ بن سراقہ کی وفات جیسا کہ میں نے کہا حضرت عثمان کے دور خلافت میں ہوئی۔

(اسد الغابۃ جلد 3 صفحہ 723 عمرو بن سراقۃ القرشی، دار الفکر بیروت 2003ء)، (الاصابۃ جلد 4

صفحہ 523 ''عمرو بن سراقہ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

پھر حضرت ثابت بن ھزّال ایک صحابی ہیں۔ ان کا تعلق خزرج کی شاخ بنوعمرو بن عوف سے تھا۔ غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ 12 ہجری کو حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں ہونے والی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 456 ثابت بن ھزال، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 283 ثابت بن ھزال، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت سُبَیْع بن قَیس ہیں۔ آپ انصاری خزرجی تھے۔ غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے۔ حضرت سُبَیْع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام خدیجہ بنت عمرو بن زید ہے۔ حضرت سُبَیْع کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبداللہ تھا اور اس کی ماں قبیلہ بنوجُدارہ سے تھیں۔ وہ فوت ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کا کوئی بچہ نہ تھا۔ حضرت عبادۃ بن قیس آپ کے بھائی تھے۔ حضرت سُبَیْع بن قیس اور حضرت عبادۃ بن قیس حضرت ابودرداء کے چچا تھے اور حضرت سُبَیْع کے حقیقی بھائی زید بن قیس بھی تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 275 سبیع بن قیس، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت خبّاب مولیٰ عُتبہ بن غزوان تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کی کنیت ابویحییٰ تھی۔ بنونوفل کے حلیف تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے وقت آپ کی مؤاخات حضرت تمیم مولیٰ خِراش بن الصِّمَّہ سے کروائی تھی۔ حضرت خبّاب غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ 19 ہجری میں آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر پچاس سال تھی۔ ان کا جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھایا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 73 خباب مولی عتبۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)، (اسد الغابۃ جلد 2 صفحہ 151 خباب مولی عتبۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ بن نَسر انصاری ایک صحابی تھے۔ حضرت سفیان کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بنوجُشَم سے تھا۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے بعض نے نَسر لکھا ہے اور بعض نے بِشر بیان کیا ہے۔ غزوہ بدر اور احد میں یہ شریک ہوئے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 274 سفیان بن نسر، دارالفکر بیروت 2003ء) ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سفیان کی مؤاخات حضرت طفیل بن حارث کے ساتھ کروائی ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 30 طفیل بن حارث، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر ایک صحابی ابومَخْشی الطائی ہیں۔ یہ اپنی کنیت ابومَخْشی سے ہی مشہور تھے۔ ان کا نام سُوَید بن مَخْشی ہے۔ ابومَخْشی الطائی بنواسد کے حلیف تھے۔ اولین مہاجرین میں سے تھے۔ غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 4 صفحہ 1754 ابومخشی الطائی، دارالجیل بیروت 1992ء)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 7 صفحہ 304 ابومخشی الطائی، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

پھر حضرت وہب بن ابی سرح ایک صحابی ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے بھائی عمرو کے ساتھ غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے۔

ھیثم بن عدی نے ان کا ذکر مہاجرین حبشہ میں کیا ہے لیکن بَلاذُری نے کہا ہے کہ یہ بات ثابت نہیں ہے۔ صرف بدر میں شریک ہوئے تھے ہجرت حبشہ کا ذکر نہیں ملتا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 6 صفحہ 489 وھب بن ابی سرح، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

پھر حضرت تمیم مولیٰ بنوغنم انصاری تھے۔ حضرت تمیم بنوغنم بن السِّلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 253 تمیم مولی بنی غنم بن السلم، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

حضرت ابوالحمراء مولیٰ حضرت حارث بن عفراء یہ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر میں حضرت معاذ، حضرت عوف اور حضرت معوذ اور ان کے آزاد کردہ غلام ابوالحمراء کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ (اسد الغابہ جلد 6 صفحہ 75 ابو الحمراء، دار الکتب العلمیہ بیروت)، (کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحہ 38 بدر القتال، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پھر حضرت ابوسَبْرۃ بن ابی رُھم تھے۔ ابوسَبرۃ ان کی کنیت تھی۔ اس کنیت نے اتنی شہرت پائی کہ آپ کا اصل نام لوگوں کو بھول گیا۔ ان کی والدہ کا نام برّہ بنت عبدالمطلب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اس طرح حضرت ابوسبرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہوئے۔ حضرت ابوسبرۃ نے حبشہ کی طرف دونوں دفعہ ہجرت کی۔ دوسری ہجرت حبشہ میں ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بھی شامل تھیں۔ ان کے تین بیٹے تھے جن کے نام محمد، عبداللہ اور سعد تھے۔ حضرت ابوسبرۃ جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے منذر بن محمد کے پاس قیام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسبرۃ اور سلمہ بن سلامہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ حضرت ابوسبرۃ غزوہ بدر، احد، خندق اور باقی تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ سے چلے گئے اور مکہ جا کر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت ابوسبرۃ نے حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 308-307 ابوسبرۃ بن ابی رھم، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)، (سیر الصحابہ جلد 2 صفحہ 583 حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم، دارالاشاعت کراچی 2004ء)

پھر حضرت ثابت بن عمرو بن زید ہیں۔ ابن اسحاق اور زہری جو تاریخ کے لکھنے والے ہیں انہوں نے حضرت ثابت بن عمرو کا سلسلہ نسب بنونجّار سے بیان کیا ہے اور ابن مُندَہ نے ان کا سلسلہ نسب قبیلہ بنو اشجع سے قرار دیا ہے جو انصار کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر میں یہ شامل ہوئے تھے اور غزوہ احد میں شہادت پائی۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 449 ثابت بن عمرو بن زید، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

پھر حضرت ابوالاَعْوَر بن الحارث ہیں۔ حضرت ابوالاعور بن حارث کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابوالاعور کا نام کعب ہے جبکہ ابن عُمارہ کے نزدیک ان کا نام حارث بن ظالم ہے۔ آپ کے چچا کا نام کعب تھا۔ جو نسب کو نہیں جانتے انہوں نے ابوالاعور کو ان کے چچا کعب کے نام سے منسوب کیا ہے۔ ابن ہشام بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت ابوالاعور کی والدہ ام نیار بنت ایاس بن عامر تھیں ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنوعدی بن نجّار سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں یہ شریک ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 4 صفحہ 1599 ابوالاعور بن الحارث، دارالجیل بیروت 1992ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 390-389 ابوالاعور، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

پھر حضرت عبس بن عامر بن عدی ہیں۔ ابن اسحاق نے آپ کا نام عبس بیان کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے آپ کا نام عبسی بیان کیا ہے۔ ان کی والدہ کا نام ام البنین بنت زُھَیر بن ثعلبہ تھا۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنوسلمہ سے تھا۔ حضرت عبس ان ستر انصار صحابہ میں شامل تھے جو بیعت عقبہ میں حاضر تھے اور آپ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک ہوئے۔

(طبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 294، عبس بن عامر، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 415 عبس بن عامر الانصاری، دارالفکر بیروت 2003ء)

پھر حضرت ایاس بن بُکَیر ہیں، ان کو ابن ابی بُکَیْر بھی کہا جاتا تھا۔ آپ قبیلہ بنوسعد بن لَیث سے تھے جو بنوعدی کے حلیف تھے۔ حضرت عاقل، حضرت عامر، حضرت ایاس اور حضرت خالد نے اکٹھے دار ارقم میں اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت ایاس اور ان کے بھائیوں حضرت عاقل اور حضرت خالد اور حضرت عامر نے اکٹھی ہجرت کی اور مدینہ میں رفاعہ بن عبدالمنذر کے ہاں قیام کیا۔ ان کی والدہ کی طرف سے تین بھائی اور بھی تھے یہ سب کے سب غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔ ابن یونس نے کہا ہے کہ ایاس فتح مصر میں بھی شریک تھے اور 34 ہجری میں وفات پائی جبکہ ایک روایت کے مطابق حضرت ایاس نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ ان کے بھائی حضرت معاذ اور حضرت معوذ اور عاقل غزوہ بدر میں جبکہ حضرت خالد واقعہ رجیع میں اور حضرت عامر جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ حضرت عامر کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے بئرِ معونہ میں شہادت پائی۔ حضرت ایاس بن بُکَیْر غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور باقی تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ آپ سابقین اسلام میں سے تھے اور ابتدائی ہجرت کرنے والوں میں سے تھے۔ آپ محمد بن ایاس بن بُکَیْر کے والد تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ایاس بن بُکَیْر اور حضرت حارث بن خزمہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ یہ شاعر بھی تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 298-297 عاقل بن ابی البکیر، ایاس بن ابی البکیر، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)، (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 213 ایاس بن البکیر، دارالفکر بیروت 2003ء)، (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 1 صفحہ 310-309 ایاس بن ابی البکیر، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)، (کتاب المحبر صفحہ 400-399 دارنشر الکتب الاسلامیۃ لاہور)، (بدر البدور المعروف اصحاب بدر مصنفہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ 44، ایاس بن البکیر، مکتبہ نذیریہ لاہور)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابوالبُکَیر کے لڑکے یعنی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ بلال اس سے بہتر ہے اس کے متعلق سوچو۔ وہ لوگ چلے گئے۔ دوسری مرتبہ پھر آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بہن کا فلاح شخص کے ساتھ نکاح کر دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ یہی فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ لوگ سوچنے کے لئے پھر چلے گئے۔ پھر وہ لوگ تیسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر یہی عرض کی کہ ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اور پھر فرمایا کہ ایسے شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو اہل جنت میں سے ہے۔ پھر ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ٹھیک ہے اور بلال سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 179 بلال بن رباح، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) تو حضرت بلال کا یہ مقام تھا۔ اور کس طرح رشتے طے ہوتے تھے اس زمانے میں۔ ٹھیک ہے ایک دو دفعہ انکار کیا لیکن تیسری دفعہ پھر انہیں جو حکم ہوا وہ مان لیا۔ بہرحال ہر ایک کا اپنا اپنا مقام تھا۔ بعض لوگ پہلی دفعہ ہی عرض کر دیتے تھے کہ ٹھیک ہے جو آپ فرمائیں، بعض سوچنے لگ جاتے تھے لیکن بہرحال حضرت بلال کے مقام کا اس سے بھی پتہ لگتا ہے۔

پھر ایک صحابی حضرت مالک بن نُمَیلہ ہیں۔ ان کی والدہ کا نام نُمَیلہ تھا۔ ان کو ابن نُمَیلہ کہا جاتا تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ مُزَینہ سے تھا جو قبیلہ اوس کی شاخ بنی معاویہ کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں ان کی شہادت ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 358 مالک ابن نمیلۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 4 صفحہ 258 مالک بن نمیلۃ، دار الفکر بیروت 2003ء)

پھر حضرت اُنَیس بن قتادہ بن ربیعہ ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس سے تھا۔ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے۔ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ابوالحکم بن اخنس بن شریق نے ان کو شہید کیا تھا۔

حضرت خنساء بنت خِزام حضرت اُنیس بن قتادہ کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ احد کے دن شہید ہوئے تو حضرت خنساء کے والد نے ان کا نکاح قبیلہ مُزَینہ کے ایک شخص سے کر دیا مگر یہ اسے ناپسند کرتی تھیں۔ پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خنساء کا نکاح فسخ کر دیا۔ باپ نے نکاح کیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اگر لڑکی کو یہ ناپسند ہے تو نکاح فسخ کر دیا۔ اس کے بعد حضرت خنساء نے حضرت ابولبابہ سے شادی کر لی اور اس نکاح سے پھر حضرت سائب بن ابی لبابہ پیدا ہوئے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 187 انیس بن قتادۃ بن ربیعۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)، (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 354 انیس بن قتادۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) یہ ہے مثال عورت کی آزادی کی۔ رشتوں کے معاملے میں بعض لوگ جو اپنی لڑکیوں پہ زبردستی کرتے ہیں ان کو سوچنا چاہئے۔

پھر حضرت حارث بن عرفجۃ ایک صحابی تھے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنوغنم سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں یہ شامل ہوئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 253 الحارث بن عرفجۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر حضرت رافع بن عُنْجُدہ انصاری تھے۔ حضرت رافع کے والد کا نام عبدالحارث تھا، عُنْجُدہ آپ کی والدہ کا نام تھا۔ حضرت رافع نے اپنی والدہ کی ابنیت سے شہرت پائی، باپ کے بجائے والدہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنوامیہ بن زید بن مالک سے تھا۔ غزوہ بدر، احد اور خندق میں یہ شریک ہوئے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 45 رافع بن عنجرۃ، دار الفکر بیروت 2003ء)، (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 2 صفحہ 369 رافع بن عنجدۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء) ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رافع بن عُنْجُدہ اور حضرت حُصَین رضی اللہ عنہ بن حارث کے درمیان عقد مؤاخات کو قائم کیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 30 ذکر الحصین بن الحارث، دار احیاء التراث العربی 1996ء)

پھر حضرت خُلَیدۃ بن قَیس ایک صحابی تھے۔ ان کی والدہ کا نام اِدام بنت القین تھا جو کہ بنوسلمہ میں سے تھیں۔ خُلَیدۃ بن قیس کے علاوہ آپ کا نام خلید بن قیس، خالد بن قیس اور خالدہ بن قیس بھی ملتا ہے۔ یہ غزوہ بدر اور احد میں شریک تھے۔ ان کے حقیقی بھائی جن کا نام خلّاد تھا بعض مؤرخین کے نزدیک یہ بھی بدری صحابہ میں شامل تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 292 خلید بن قیس، دار احیاء التراث العربی 1996ء)

پھر حضرت ثقف بن عمرو ہیں۔ حضرت ثقف بن عمرو کے قبیلہ کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض نے بنواسلم، بعض کے نزدیک بنواسد تھا، جبکہ بعض آپ کا تعلق قبیلہ بنوسُلَم سے بتاتے ہیں۔ آپ بنواسد کے حلیف تھے لیکن بعض کے نزدیک آپ بنوعبد شمس کے حلیف تھے۔ یہ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے جن کے نام حضرت مالک بن عمرو اور مُدلاج بن عمرو ہیں۔ حضرت ثقف بن عمرو اولین مہاجرین میں سے تھے۔ غزوہ بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شامل ہوئے اور غزوہ خیبر میں آپ کی شہادت ہوئی۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 1 صفحہ 476 ثقف بن عمرو، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 1 صفحہ 525 ثقاف، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 72 ثقف بن عمرو، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

پھر حضرت سَبرۃ بن فاتک تھے۔ یہ خُریم بن فاتک کے بھائی تھے اور خاندان بنواسد سے تھے۔ ان کے والد کا نام فاتک بن الاخرم تھا۔ حضرت سبرۃ کا نام سَمُرَہ بن فاتک بھی ملتا ہے۔ ایمن بن خُریم بیان کرتے ہیں کہ میرے والد اور چچا دونوں غزوہ بدر میں شامل ہوئے اور انہوں نے مجھ سے پختہ عہد لیا تھا کہ میں کسی مسلمان سے قتال نہیں کروں گا، جنگ نہیں کروں گا۔ عبداللہ بن یوسف نے کہا ہے کہ سبرۃ بن فاتک وہی ہیں جنہوں نے دمشق کو مسلمانوں میں تقسیم کیا تھا۔ ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میزان خدائے رحمن کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بعض قوموں کو بلند کرتا ہے اور بعض کو زوال دیتا ہے (یعنی ان کے اپنے عملوں کی وجہ سے)۔ حضرت سبرۃ بن فاتک کا گزر حضرت ابودرداء کے پاس سے ہوا تو انہوں نے کہا سبرۃ کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ عبدالرحمن بن عائذ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے حضرت سبرۃ کو برا بھلا کہا تو انہوں نے اس کا جواب دینے سے بچنے کے لئے غصہ پی لیا۔ جواب نہیں دیا، غصہ کے باوجود کوئی جواب نہیں دیا، خاموش رہے اور غصہ کو دبانے کی وجہ سے آبدیدہ ہو گئے۔ اتنا شدت سے ان کو غصہ تھا، اتنا برا بھلا کہا گیا ان کو کہ غصہ دبایا جس کی وجہ سے آنکھوں سے پانی آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہی اچھا آدمی ہے سَمُرہ اگر وہ اپنے لمبے بال کچھ چھوٹے کروا لے (ان کے لمبے بال تھے) اور اپنی تہ بند کو تھوڑا اوپر اٹھا لے۔ جب آپ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے فوری طور پر ایسا ہی کیا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ مجھے اس بات کی خواہش ہے کہ ہر دن کسی مشرک سے میرا سامنا ہو جس نے زرہ پہن رکھی ہو۔ اگر وہ مجھے شہید کر دے تو ٹھیک اور اگر میں اسے قتل کر دوں تو اس جیسا اور میرے مقابل پر آ جائے۔ بعض کے نزدیک یہ بدر میں شامل نہیں تھے لیکن امام بخاری وغیرہ نے آپ کو اور آپ کے بھائی کو بدری اصحاب میں شامل کیا ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 190 سبرۃ بن فاتک، دار الفکر بیروت 2003ء)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 3 صفحہ 26-25، 152 سبرۃ، سمرۃ بن فاتک، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 2 صفحہ 29 خریم بن فاتک الاسدی، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

یہ صحابہ کے ذکر تھے۔

اب جمعہ کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا جن میں سے پہلا جنازہ مکرم اُنگکو عدنان اسماعیل (Ungku Adnan Ismail) صاحب صدر جماعت ملائشیا کا ہے، آٹھ اکتوبر کو 74 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے والد ابتدائی احمدیوں میں سے تھے جنہوں نے 1956ء میں سنگاپور کے مبلغ مکرم مولانا محمد صادق صاحب اور سنگاپور جماعت کے پہلے صدر محمد سالکین صاحب کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ ان کے والد ملائشیا کی ایک سٹیٹ جوہور (Johor) کے مفتی تھے اور ننھیال کی طرف سے اس سٹیٹ کے بادشاہ کے رشتہ دار تھے۔ احمدی ہونے کے بعد ان کو گورنمنٹ کے ایک دوسرے شعبہ میں ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔ عدنان صاحب اگست 1944ء میں پیدا ہوئے۔ 1968ء میں انہوں نے سنگاپور یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس میں بی اے آنرز کیا۔ پھر 1969ء میں گورنمنٹ کے انتظامی اور سفارتی شعبوں میں ملازمت کا آغاز کیا۔ 1969ء سے 1981ء تک وزیر اعظم کے شعبہ ریسرچ میں کام کیا۔ اس دوران ان کا تقرر سنگاپور، بیجنگ اور بنکاک میں ملائیشیا کی ایمبیسیز میں ہوتا رہا۔ پھر ان کی ترقی ہوئی اور انہیں وزیر اعظم کی نیشنل سکیورٹی کونسل میں ڈویژنل ہیڈ بنا دیا گیا۔ یہاں انہوں نے 1984ء سے 1992ء تک کام کیا۔ اس کے علاوہ 1992ء سے 1997ء تک انہوں نے وزیر اعظم کے شعبہ سے باہر دوسرے حکومتی دفاتر میں بھی کام کیا۔ 1996ء میں دل کے بائی پاس کا آپریشن ہوا، پھر دوبارہ وزیر اعظم کے شعبہ ریسرچ میں 1997ء میں کام شروع کیا۔ 1999ء میں وہاں سے ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ نے 1956ء میں گو اپنے والدین کے ساتھ بیعت کی تھی لیکن 1981ء میں بنکاک والی پوسٹنگ سے واپسی پر صحیح، ایکٹو احمدی بنے اور ان کا جماعت سے تعلق بڑھا۔ 1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائیشیا کے پہلے صدر جماعت کے طور پر مقرر فرمایا اور ان کے دور صدارت میں جماعت میں بڑی تبدیلیاں اور ترقیاں بھی ہوئیں۔ بیت السلام اور

بیت الرحمن کی عمارتوں کی تعمیر ان کے دور میں مکمل ہوئی۔ انڈونیشیا سے مبلغین کو ملائیشیا میں لانے، انہیں سیٹل کرنے میں انہوں نے بڑی مدد کی۔ اسی طرح سے ملائشیا سے جامعہ ربوہ اور قادیان میں طلباء بھجوائے۔ گذشتہ دو سالوں سے ان کی صحت کافی خراب تھی۔ کئی بار ہسپتال داخل رہے۔ پھر انہوں نے مجھے لکھا کہ میں طاہر ہارٹ بھی جانا چاہتا ہوں۔ پھر اس سال مئی میں طاہر ہارٹ بھی گئے، کچھ عرصہ گزار کے آئے وہاں، صحت بہتر ہو گئی تھی ان کی لیکن پھر دوبارہ صحت خراب ہوئی اور پھر ہسپتال میں داخل ہو گئے تھے۔ یہ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

اُنکگو عدنان اسماعیل صاحب جوہور (Johor) سٹیٹ کی رائل فیملی سے ہونے کے باوجود بڑے عاجز انسان تھے۔ اپنی حکومتی اور جماعتی ذمہ داری انتہائی احسن انداز میں ادا کرتے تھے۔ مرکز بھجوائی جانے والی رپورٹس میں باریک پہلوؤں کا خیال رکھتے اور اکثر جماعتی امور کی انجام دہی کے لئے رات دیر تک دفتر میں کام کرتے رہتے۔ جماعتی عہدیداران، کارکنان، احباب جماعت اور خاص کر مبلغین سے ان کا انتہائی اچھا سلوک تھا۔ بچوں کے حوالے سے خصوصی توجہ تھی۔ یعنی جماعت کے بچوں اور ان کی تعلیم و تربیت کی فکر میں رہتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ یہ جماعت کا مستقبل ہیں۔ ان کی اہلیہ کا کہنا ہے کہ آپ ہمیشہ جماعت میں بچوں کے لئے اعلیٰ تعلیم پر زور دیتے اور ہمیشہ جماعتی ترقی کے بارے میں سوچتے تھے۔

وفات کے دن ہسپتال میں کوئی ایمبولینس فارغ نہیں تھی، میت کو مسجد میں لے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ میسر نہیں تھی۔ تو جماعت کے ممبر نے ایک چینی رضا کار کوان چی (Kuan Chee) صاحب سے رابطہ کیا جو اپنی گاڑی بطور ایمبولینس چلاتے تھے اور لوگوں کی میتیں منتقل کرنے میں مدد کرتے تھے۔ اس چینی آدمی نے اپنے فیس بک پہ ذکر کیا کہ اس میت کو لے جانے میں اسے عجیب غیر معمولی تجربہ ہوا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ جب اس نے وین کو چلانا شروع کیا تو جس سڑک پر ہمیشہ شدید ٹریفک جام ہوتا تھا وہاں اچانک ٹریفک ختم ہو گیا اور عام طور پر تقریباً ایک گھنٹے کا سفر ہوتا ہے لیکن اس دن مسجد پہنچنے میں صرف پچیس منٹ لگے۔ پھر کہتے ہیں مسجد پہنچ کر مجھے احساس ہوا کہ لگتا ہے کسی خادم دین کی میت تھی۔

وکیل التبشیر ربوہ منصور خان صاحب نے لکھا ہے کہ عدنان اسماعیل صاحب نے طویل عرصہ جماعت ملائیشیا کے صدر کے طور پر خدمت کی۔ اپنے احباب جماعت کے لئے والد کی طرح تھے۔ کہتے ہیں ملائیشیا کے دورے کے دوران مجھے جماعتی معلومات پر ان سے بات چیت کا موقع ملا تو میں نے ان کو ایک حکمت عملی سے کام لینے والا شخص پایا اور جس نے ناقابل یقین حالات میں جماعتی کاموں کو کامیابی سے انجام دیا۔ بہت پیچیدہ اور مشکل معاملات میں ان کی رائے پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رکھے اور ہمیشہ جماعت سے مضبوط تعلق رکھنے والے ہوں۔

دوسرا جنازہ حمیدہ بیگم صاحبہ کا ہے جو چوہدری خلیل احمد صاحب ربوہ کی اہلیہ تھیں۔ 5/اکتوبر کو 84 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ قادیان سے ملحقہ گاؤں بھینی بانگر میں احمدی فیملی میں پیدا ہوئیں۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دنیاوی تعلیم تو کوئی نہیں تھی لیکن قرآن کریم سے آپ کو بڑا محبت اور عشق تھا۔ دن میں متعدد بار قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ رمضان میں باقاعدگی سے قرآن کریم سننے کے شوق سے نماز تراویح پر بھی جایا کرتی تھیں۔ جب ربوہ میں عورتیں جمعہ پر جایا کرتی تھیں اس وقت ان کی کوشش ہوتی تھی کہ مسجد اقصیٰ ربوہ میں نماز جمعہ پر پہنچنے والی سب سے پہلی عورت وہ ہوں اس لئے بہت پہلے جمعہ پر چلی جایا کرتی تھیں۔ رہن سہن میں بہت سادگی تھی۔ جو پیسے جمع کرتیں اسے چندے کی مختلف تحریکات میں اور تعمیر مساجد میں پیش کر کے بہت خوش ہوتیں اور خدا کا شکر ادا کرتیں۔ کئی بچیوں کی شادیاں کروائیں۔ غریب بچیوں کا جہیز بھی خود تیار کروا کر دیتیں۔ کئی مرتبہ اپنا زیور چندے میں یا غریبوں کو دے دیا۔ ہمیشہ باقاعدگی سے غرباء کے پاس جانا ان کی سب سے بڑی خوشی ہوتی تھی۔ صدقہ و خیرات بہت کھلے ہاتھ سے کرتیں۔ گھر سے کسی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور آٹھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ لطیف احمد صاحب کاہلوں ریٹائرڈ مربی سلسلہ کی بڑی بہن تھیں اور ان کے بڑے بیٹے ڈاکٹر مظفر چوہدری صاحب کو بھی وقف عارضی کی توفیق ملتی رہتی ہے، یہیں یوکے میں، سکنتھارپ (Scunthorpe) میں رہتے ہیں۔ ان کے بیٹے بشارت نوید صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آج کل جزیرہ ری یونین میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ان کے داماد حافظ عبدالحلیم صاحب بھی ربوہ میں مربی ہیں۔ نواسے بھی ایک مربی ہیں اور دو نواسے حافظ قرآن بھی ہیں۔ ایک پوتا ان کا یہاں یوکے جامعہ میں پڑھ رہا ہے۔ عام طور پر ان مربیان کی والدہ کا میں جنازہ پڑھاتا ہوں جو مربیان میدان عمل میں ہوں اور اپنے والدین کے یا والد یا والدہ کے جنازے پر شامل نہ ہو سکتے ہوں۔ بشارت نوید صاحب بھی میدان عمل میں تھے اور ان کی وفات پر وہاں پہنچ نہیں سکے تھے اس لئے ان کی والدہ کا بھی جنازہ غائب مَیں نے آج پڑھانے کے لئے رکھا ہے۔

بشارت نوید صاحب لکھتے ہیں کہ جامعہ احمدیہ مکمل کرنے کے بعد جب میں میدان عمل میں گیا تو ایک مرتبہ گھر واپس آیا تو صبح کی نماز کے لئے مسجد نہیں جا سکا۔ اس پر مجھے کہنے لگی کہ بیٹا تم جب جہاں اپنی پوسٹنگ ہے وہاں ہوتے ہو تو تمہیں لوگ دیکھتے ہیں اور شاید تم لوگوں کی وجہ سے مسجد میں چلے جاتے ہو لیکن یاد رکھو یہاں تمہیں خدا دیکھ رہا ہے اس لئے ہمیشہ نمازوں کی طرف توجہ رکھو اور یہ دیکھتے رہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں جامعہ میں پڑھ رہا تھا تو والد صاحب کی اچانک وفات ہو گئی۔ بڑے بھائی بیرون ملک جا چکے تھے۔ بڑی ہمت سے انہوں نے گھر کو سنبھالا۔ کہتے ہیں ایک دن میں نے مذاق سے ان کو کہہ دیا کہ جماعت کو مَیں کہہ دوں کہ میری والدہ اکیلی ہیں تو مَیں ان کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اس لئے مجھے دور کسی جگہ نہ بھیجا جائے؟ اس پر بڑی سنجیدہ ہو گئیں اور بڑی سختی سے کہا کہ جہاں جماعت بھیجے وہاں جانا ہے۔ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ جس کو میں نے وقف کیا ہے اس کو میں اپنے پاس رکھوں اور جو دنیا کمانے والے ہیں انہیں کہوں کہ جاؤ اور دنیا کماؤ۔ اگر میں نے اپنے پاس کسی کو رکھنا ہوا تو تمہیں نہیں بلکہ دنیا کمانے والوں کو بلاؤں گی۔ یہ ان کا جذبہ تھا۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ 2013ء میں جب آخری مرتبہ ان کے پاس رخصت پر پاکستان گیا تو ان کو میں نے کہا کہ اپنے بیوی بچوں کو آپ کے پاس چھوڑ دوں؟ حالانکہ بہت کمزور ہو چکی تھیں، بستر سے اٹھنا بھی مشکل تھا لیکن پھر بھی اس بات کی اجازت نہیں دی۔ کہنے لگیں نہیں! بیوی بچوں کو اپنے پاس رکھو، انہیں خاوند کے پاس ہی رہنا چاہئے۔ یہ ہے سبق ان بزرگوں کا جو آج کل بھی لوگوں کے لئے بڑا اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی وفا کے ساتھ دین پر قائم رکھے۔

☆☆☆خطبہ ثانیہ☆☆☆

بقیہ رپورٹ: **حضور انور کا دورۂ جرمنی 2018ء**

.................از صفحہ نمبر 20

جو امن لانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

❁... ایک مہمان نے کہا میں بہت متأثر ہوں کہ کیسے اتنی بڑی تعداد میں لوگ گرم جوشی اور خوش خلقی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ جلسہ نظم وضبط اور خدمت خلق کی ایک عظیم مثال ہے۔

❁... ایک مہمان نے کہا میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ یہ جلسہ اسلام کے خلاف پھیلائی جانے والی تمام غلط فہمیوں کو دُور کرنے کا ذریعہ ہے۔

❁... ایک مہمان خاتون Mrs. Ieva Kerzaite (محترمہ ایوا کیرزائتے) صاحبہ کہتی ہیں: جلسہ کے دوران ایسا محسوس ہوا جیسے میں جماعت کا ہی حصہ ہوں۔ یہ جلسہ ہمیں برابری، محبت اور دوسروں کی خدمت کرنے کا سبق دیتا ہے۔ جس کا عملی مظاہرہ اسی جلسہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

❁... ایک مہمان خاتون Mrs. Ruta Lovickaite (محترمہ رُوتا لووتسکائتے صاحبہ) بیان کرتی ہیں: اپنے حجم اور اہمیت کے لحاظ سے یہ جلسہ میری زندگی کا سب سے بڑا پروگرام ہے۔ میں حیران ہوں کہ کس طرح رضا کار مسکراتے چہروں کے ساتھ سیکیورٹی کی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ دوسری ذمہ داریوں اور مدد کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

❁... Jamir Backrak Nomnoum صاحب جو کہ Telekom میں کام کرتے ہیں اور ان کا تعلق سیریا سے ہے۔ انہیں جرمنی میں آئے تین سال ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں: جلسہ کی تقریر سُن کر میں بہت متأثر ہوا ہوں۔ اور نظام بھی بہت اچھا تھا۔ اور بھائی چارہ بہت پسند آیا۔

❁... ایک میاں بیوی بلغاریہ سے آئے تھے۔ Mr. Borislav Naydenov and Mrs. Irina Naydenov اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں: انتظامات کو بہت پسند کیا۔ صفائی تھی۔ پانی اچھا تھا اور اس بات سے بہت خوش ہوئے کہ نئے تعلقات بنانے کا موقع ملا۔ تقاریر کو بھی پسند کیا کیونکہ دلائل بہت مضبوط تھے۔ حضور تمام مذاہب سے انصاف کرتے ہیں اور جو وہ کہتے ہیں وہ سچ ہے۔

❁... مکرم Yousuf Salib صاحب جو کہ لتھوانیا سے تشریف لائے تھے بیان کرتے ہیں: مَیں نے امسال جلسہ سالانہ میں پہلی مرتبہ شرکت کی ہے۔ اور مجھے احمدیوں میں بھائی چارہ دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ احمدی احباب بہت خوش اخلاق ہیں۔ اور مجھے یہاں آکر بہت اچھا محسوس ہوا۔

❁... جرمنی سے ایک مہمان مکرم Arber Brahimi صاحب کہتے ہیں: میں دنگ رہ گیا۔ کھانے کا انتظام بہت اچھا تھا۔ اچھی نصیحتیں ملیں کہ ہمیں مہاجرین کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ سب لوگ بہت مہمان نواز ہیں اور اچھے ہیں۔ بہت اچھے طریقے سے مجھے ڈیل کیا گیا ہے۔ ہمیں اسلام کے بارہ میں بہت اچھی اور پُر امن معلومات ملیں جو کہ ان سے بہت مختلف تھیں جو کہ ہمیں پیش کی جاتی ہیں۔

❁... کوسوو سے ایک مہمان مکرم Shamolli Bajram صاحب کہتے ہیں: مجھے سب کچھ بہت اچھا لگا۔ سب ٹھیک تھا۔ اور جو کہا سب سچ تھا۔ انتظامات زبردست تھے۔

❁... مکرم ڈاکٹر ڈیٹلیف روزمن (Detlev Rösemann) جرمنی سے بیان کرتے ہیں: ان کو جماعت کا تعارف ایک احمدی فیملی سے ہوا۔ پہلے تو وہ اسلام سے خائف تھے، مگر جب ان کے اس احمدی فیملی سے روابط مضبوط ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان میں اعلیٰ قسم کے اخلاق ہیں، ہنس مکھ مزاج ہیں، خوش خلقی ان میں پائی جاتی ہے تو اس نے پوچھا کہ آپ ہیں کون؟ اس فیملی نے

جواب دیا کہ ہم احمدی ہیں۔ اس پر سوال کیا کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ اس طرح سے اس کے رابطے مزید احمدی احباب سے ہونے لگے اور اس کو معلوم ہوا کہ دوسرے مسلمان تو امن اور سلامتی کا نعرہ ہی لگاتے رہتے ہیں مگر جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس پیغام کو عملی جامہ پہناتی ہے۔

موصوف پھر اپنے بچوں کے ساتھ جلسہ سالانہ پر آئے۔ حضورِ اقدس کے پُرنور چہرہ مبارک سے بہت متأثر ہوئے کہ اس میں ان کو سکون، قرار اور دل جمعی دکھائی دی اور اسی طرح حضورِ اقدس کا ٹھہر ٹھہر کر بات کرنا اِن کو بہت پسند آیا۔ جلسہ کا انتظام بہت اچھا تھا۔ اور یہاں کا ماحول بھی بہت دوستانہ تھا۔

❁... جرمنی سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر ڈیٹلیف گیورینگ (Detlev Görring) اپنے شہر کی پروٹسٹنٹ چرچ کے منتظم اعلیٰ ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جماعت احمدیہ دوسرے مسلمانوں سے بہت مختلف ہے۔ یہ امن کی تعلیم دیتی ہے۔ ان کو جلسہ کا ماحول بہت پُرسکون معلوم ہوا۔ حضورِ اقدس کے لجنہ کے خطاب سے وہ بہت متأثر ہوئے جس میں حضور اقدس نے عورتوں کی مختلف قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ گو کہ ہمیں جرمنی میں اب اتنے زیادہ مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا۔ جلسہ کا انتظام بہت اچھا تھا۔ اسلام کے متعلق جو نمائش لگائی گئی تھی وہ بہت تاریخی تھی۔ اسی طرح ان کو یہ بات بھی محسوس ہوئی کہ جماعت اب میڈیا میں بہت نمایاں ہے۔

❁... مکرم Mammadou ba Cisse مالی کے شہری ہیں۔ جرمنی میں رہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ: میری بڑی خواہش ہے کہ ایسے جلسوں میں بار بار شرکت کروں۔ لوگ بہت خوش مزاج اور خوش طبع تھے۔ جلسہ کا انتظام من کل الوجوہ بہت اچھا تھا۔ جو خلیفۂ وقت فرماتے ہیں اُن باتوں سے بالکل مختلف ہے جو میڈیا بتاتا ہے۔ دورانِ نماز حضور اقدس کی آواز نے میرے دل کو چھو لیا اور اتنے زیادہ لوگوں کا نماز پڑھتے وقت ایک ایسا پُرامن ماحول قائم کرنا عدیم المثال ہے۔

❁... Mrs. Trautzburg بیان کرتی ہیں: جلسہ سالانہ کے دن مجھے مکرمہ احمد صاحبہ نے مدعو کیا۔ میں بڑی خوشی سے شامل ہوئی اور اپنے دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ اتنی کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے میرا استقبال کیا گیا۔ موصوفہ نے مجھے بہت تفصیل کے ساتھ جملہ مسائل سمجھائے اور ان کی کوشش رہی کہ میں کسی طرح سے بھی اکیلا پن محسوس نہ کروں۔ میں بہت متاثر ہوئی ہوں اور خواہش کرتی ہوں کہ کاش آپ کے خلیفہ کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔ غرض یہ ایک بہت دلچسپ اور پُرمعارف جلسہ رہا۔

❁... مکرم Hartjen Gehrt صاحب جو کہ Religions for Peace کے صدر ہیں بیان کرتے ہیں کہ: جلسہ سالانہ ایک نہایت مؤثر اور دلچسپ event تھا۔ اس میں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے اور میں یہاں کے نظم وضبط پر بہت حیران ہوں۔

❁... Karl Heinz Bongarz صاحب بیان کرتے ہیں کہ: میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آپ کی جماعت اتنی بڑی ہوگی۔ اس چیز نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ مجھے جلسہ میں شمولیت بہت اچھی لگی۔ آپ کی جماعت انتہائی منظم ہے۔

❁... ایک پادری Dariuz صاحب بیان کرتے ہیں کہ: آپ کے خلیفہ کی تقریر بہت مؤثر تھی۔ مجھے جلسہ میں شامل ہو کر بہت اچھا لگا۔ مَیں اور میری اہلیہ آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے ہمیں جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ مجھے یہ بات بہت اچھی لگی کہ آپ کے خلیفہ عصر حاضر کے موضوعات پر گفتگو فرماتے ہیں۔ اور آپ نے عصر حاضر کے مسائل کے حال بیان فرمائے ہیں۔

❁... مکرم Khasib صاحب بیان کرتے ہیں کہ: میں نے جلسہ سالانہ جرمنی کارلسروئے میں شمولیت اختیار کی اور جلسہ سالانہ مجھ پر مثبت رنگ میں اثر انداز ہوا۔ آغاز سے اختتام تک بہت اچھے انتظامات تھے۔ اس سے قبل مجھے اس قسم کے پروگرام میں شمولیت کا موقع نہیں ملا۔ جلسہ سالانہ کا دوستانہ ماحول مجھے سب سے اچھا لگا۔ اس ماحول نے مجھ پر اتنا اثر کیا کہ میں نے فوراً اپنے حلقہ احباب میں اس کو بیان کیا۔ انتہائی لذیذ کھانے اور ہر قسم کی دیکھ بھال پر آپ کا مشکور ہوں۔ شکریہ شکریہ شکریہ۔ میں اگلے سالوں میں بھی جلسہ سالانہ میں شامل ہوں گا۔ اور آئندہ سال اپنے والدین کو بھی ساتھ لے کر آؤں گا۔

❁... جرمنی سے محترمہ Annette Sinn-Gründel پہلی دفعہ تشریف لائیں۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں: مہمانوں کے ساتھ دوستانہ رویہ دیکھ کر بہت متاثر ہوئی۔ حضور کو اب تک ٹی وی سکرین پر دیکھا تھا۔ آج سامنے دیکھنے کا موقع ملا تو بہت خوشی ہوئی۔ خواتین کے لئے علیحدہ پردے میں انتظامات بہت پسند آئے۔ اس طرح خواتین آزادی سے اپنے پروگرام کرسکتی ہیں۔

... ...

10؍ستمبر 2018ء بروز سوموار

(حصہ اوّل)

... ...

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پچاس منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ اور حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

مختلف ممالک سے آنے والے وفود سے ملاقاتیں

آج پروگرام کے مطابق مختلف ممالک سے آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقاتیں تھیں۔

انڈونیشیا کے وفد کی ملاقات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دس بجکر 45 منٹ پر مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں انڈونیشیا سے آنے والے وفد کی حضور انور سے ملاقات تھی۔ انڈونیشیا سے امسال جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر 95؍افراد پر مشتمل ایک بڑا وفد آیا تھا۔ جس میں مرد حضرات اور خواتین شامل تھیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا: یہاں آپ کا بڑا وفد آیا ہے۔ یوکے جلسہ کی نسبت بڑا وفد ہے۔ جرمنی والوں نے آسانی سے ویزا دے دیا ہے۔

وفد کے ممبران نے بتایا کہ اس دفعہ انڈونیشین ترجمہ کا بہت اچھا انتظام تھا۔ محمود وردی صاحب انچارج انڈونیشین ڈیسک یوکے نے یہاں آکر ترجمہ کی ذمّہ داری سنبھالی ہے۔ اور یہاں جرمنی جلسہ کے موقع پر پہلی دفعہ حضور انور کے خطبہ جمعہ اور خطابات کا Live انڈونیشین ترجمہ ہوا ہے۔

تاسک ملایا سے آنے والے ایک جماعتی عہدیدار نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے ایک اینٹ پیش کی اور بتایا کہ ہم وہاں کی پرانی مسجد میں توسیع کر رہے ہیں۔ تاسک ملایا وہی جگہ ہے جہاں 1945ء میں دس احمدی دوست شہید کئے گئے تھے۔ اب یہاں بڑی مسجد بنانی ہے جہاں ہزار کے لگ بھگ لوگ نماز ادا کرسکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ اینٹ اپنے دستِ مبارک میں لے کر دعا کی اور اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی اس اینٹ کے ساتھ مَس کی۔

وفد کے ممبران نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور انور ہمارے جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جب آپ انٹرنیشنل جلسہ کریں گے تو میں وہاں آؤں گا۔ ابھی آپ اپنے حالات کی وجہ سے ریجنل لیول پر جلسے کرتے ہیں۔ نیشنل لیول پر جلسہ نہیں ہوتا۔

سسٹر خدیجہ صاحبہ نے حضور انور کی خدمت میں نیشنل مجلس عاملہ اور لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا کی طرف سے سلام پہنچایا اور سب کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا وعلیکم السلام۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔

ایک انڈونیشین بچی نے جو اس وقت جرمنی میں Kiel یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہے اپنی پڑھائی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ آپ کی خواہشات پوری فرمائے۔

بہت ساری خواتین نے باری باری حضور انور کی خدمت میں اپنے لئے، اپنی فیملی اور بچوں کے لئے دعا کی درخواستیں کیں اور حضور انور سے دعائیں حاصل کیں۔

ایک خاتون نے عرض کیا کہ میرے بچے وقف نو ہیں۔ میری ایک بیٹی یہاں جرمنی میں پڑھ رہی ہے۔ میرے بیٹے نے ہائی سکول کی تعلیم کے بعد میڈیسن میں جانا ہے۔ میں خود بھی ڈاکٹر ہوں۔ ان سب کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ بچوں کو کامیاب فرمائے۔

ایک بزرگ دوست نے عرض کیا کہ میرے 16 پوتے پوتیاں، نواسے وغیرہ ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کب سب کو اکٹھے لا رہے ہیں۔

ملاقات کے آخر پر وفد کے تمام ممبران نے فیملی وائز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ ہر فیملی جب تصویر بنوانے کے لئے آتی تو جہاں مرد حضرات حضور انور سے شرف مصافحہ پاتے اور حضور انور کے دستِ مبارک پر بوسہ دیتے وہاں بعض خواتین اور بچیاں اپنے سر جھکاتیں حضور انور ازراہ شفقت اپنا دستِ مبارک ان کے سروں پر رکھتے اور دعاؤں سے نوازتے۔

انڈونیشین وفد کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کا یہ پروگرام گیارہ بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہا۔

جارجیا کے وفد کی ملاقات

بعد ازاں ملک جارجیا (Georgia) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

جارجیا سے 38؍افراد پر مشتمل وفد جلسہ جرمنی میں شامل ہوا۔ اس میں دو پادری صاحبان، دو مفتی صاحبان، شیعہ وسُنّی لیڈرز اور دیگر 30؍غیر از جماعت افراد شامل تھے۔

یہ جارجیا ملک سے پہلا وفد تھا جو جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا۔

وفد کے ممبران نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم یہاں پر بہت خوش ہیں۔ یہاں ہمارا پہلا تجربہ ہے۔ ہم پہلی دفعہ جلسہ پر آئے ہیں۔ ہمارا ہر طرح سے خیال رکھا گیا ہے اور ہماری مہمان نوازی کی گئی ہے۔

مسلم کمیونٹی کی نمائندگی کرنے والے ایک جارجین دوست نے عرض کیا کہ ہمیں بہت خوشی ہے کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی بھی جارجیا میں آئی ہے اور وہاں باقاعدہ جماعت نے اپنا مشن کھولا ہے۔ ہم جماعت کی طرف اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہیں۔

موصوف نے فریم کے اندر اپنے شہر کی ایک تصویر پیش کی اور کہا کہ یہ ایک سمبل (Symbol) ہے ہمارے تعلق اور محبت کا۔ آپ اسے قبول کریں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: تصویر دینے کا شکریہ اور جن خیالات کا اظہار آپ نے کیا ہے اس کا بھی شکریہ!

حضور انور نے فرمایا تمام مسلمانوں کے لئے یہ ایک اصول ہے کہ سب باہم مل کر انسانیت کی بھلائی کی خاطر کام کریں اور معاشرہ میں امن، بھائی چارہ اور رواداری قائم کریں۔ یہ چیزیں اسلام کی تعلیم کی بنیاد ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچانیں اور اس کے حقوق ادا کریں اور خدا کی مخلوق کے حقوق ادا کریں۔ ہر بندہ دوسرے بندے کے حقوق ادا کرے۔

ایک خاتون نے عرض کیا کہ میں چرچ کی بشپ ہوں، میں بحیثیت بشپ آپ کی جماعت جرمنی کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ یہاں ہمارا استقبال کیا گیا اور ہمارا ہر طرح سے خیال رکھا گیا۔

ایک مہمان خاتون نے عرض کیا کہ خواتین کے لئے علیحدہ انتظام تھا۔ ان کی جلسہ گاہ علیحدہ تھی۔ وہاں تقاریر بھی ہوئیں۔ میں اس سے بہت متأثر ہوئی ہوں۔ حضور انور نے اپنے ایڈریس میں جو پیغام دیا ہے وہ سارے یورپ کے لئے بڑا اہم ہے۔ یہ ہر جگہ پہنچانا چاہئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا ہماری کمیونٹی تو پہلے ہی امن، انصاف اور بھائی چارہ کا پیغام ہر جگہ پہنچا رہی ہے۔ آپ کی اپروچ بہتر ہے۔ آپ کے ریسورسز بہتر ہیں۔ آپ اس پیغام کو یورپ میں پہنچائیں۔ بحیثیت نان مسلم آپ کے الفاظ زیادہ اثر کرنے والے ہوں گے۔ تو آپ میری طرف سے سپوکس پرسن ہیں۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ میں نے حضور انور کی تقاریر سنی ہیں۔ آپ کا پیغام بہت مؤثر ہے اور دنیا کے لئے ضروری ہے۔ میں باقاعدہ MTA سنتا ہوں۔ آج حضور کو پہلی دفعہ سامنے دیکھا ہے۔ اب ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ جارجیا میں مل کر کام کریں گے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کا شکریہ۔

ایک مہمان نے عرض کیا کہ جلسہ کے انتظامات نے ہمیں بہت متأثر کیا ہے۔ حضور انور کی تقاریر سے میں بہت متأثر ہوا ہوں۔ تقاریر نے مجھ پر بہت اثر ڈالا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ برکت دے۔ آپ یہاں جلسہ پر آئے اور یہاں وقت گزارا اور یہاں آکر آپ نے اسلام کی اصل تصویر دیکھی۔ جو اسلام ہم

پیش کرتے ہیں وہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا۔ اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات ہی ہم بیان کرتے ہیں۔ اب آپ کے لئے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اسلام امن، سلامتی، محبت، بھائی چارے اور رواداری کا مذہب ہے۔ انتہاء پسندی اور دہشت گردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر شیعہ اور سنّی مسلم کمیونٹی کے افراد نے بتایا کہ جارجیا میں آباد مسلم کمیونٹی کی تعداد نصف ملین کے لگ بھگ ہے اور ہم سب مل جل کر رہ رہے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اب آپ دونوں نے اسلام کی اصل اور حقیقی تصویر دیکھ لی ہے۔ اور اس کا عملی نمونہ اور اظہار بھی دیکھ لیا ہے۔ اس زمانہ میں جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہے۔

جارجیا کے وفد میں شامل ایک مہمان جو پیشہ کے اعتبار سے انجینئر ہیں انہوں نے سوال کیا کہ آپ کی جماعت کا قیام جارجیا میں ہو گیا ہے۔ اس حوالہ سے آپ کی جارجین قوم سے کیا توقعات ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مذہب دل کا معاملہ ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ 'دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔' اس لئے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ جب بھی کسی مذہب کا کوئی پیغام سنیں تو یہ کہنا نہ شروع کر دیں کہ یہ سب جھوٹ اور فریب ہے بلکہ ایک دوسرے کی عزت کریں۔ اسی طرح آپ اپنے اندر بھائی چارہ پیدا کر سکتے ہیں۔ یہی سب سے بنیادی چیز ہے جس کا اسلام ہر انسان سے تقاضا کرتا ہے۔ اور اسی سے آپ دنیا میں امن کا قیام کر سکتے ہیں۔ آج کل 'امن' دنیا کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ اس لئے اگر آپ امن چاہتے ہیں تو تمام مذاہب کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر دوستانہ ماحول میں رہنا ہوگا۔ اور انہیں باتوں کی میں جارجین لوگوں سے توقع رکھتا ہوں۔

جارجین وفد کے ممبران کے تأثرات

☆ **اس وفد میں شامل ایک غیر احمدی مسجد کے امام Jambul Abduladze صاحب اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:** میں جورجیا کی ایک مسجد کا امام ہوں اور میں احمدیہ جماعت کی دعوت پر جرمنی آیا ہوں۔ میں نے اسلام کے بارے میں بہت سی نئی چیزیں سیکھی ہیں جو میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ حضور کا ایک جملہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا کہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم انسانیت کی مدد کریں۔ اسلام کا مذہب صرف اور صرف امن کا مذہب ہے۔ یہاں آ کر ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم معلوم ہوئی ہے۔

☆ **ایک مہمان Lako صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:** میں پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں آئی ہوں اور مجھے یہ جلسہ بہت ہی پسند آیا ہے یہاں کی ہر ایک چیز مجھے بہت اچھی لگی ہے۔ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔

☆ **وفد کی ایک ممبر خاتون Irma Dimitradze صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:** میں آج عورتوں کے پروگرام میں شامل ہوئی ہوں اور مجھے حیرت تھی کہ عورتیں تمام پروگرام کیسے manage کریں گی۔ یہ بہت حیران کُن تھا کہ سیکیورٹی چیک بھی عورتیں خود ہی کر رہی تھیں۔ مجھے یہ بہت اچھا لگا اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

☆ **ایک اور مہمان Eteri Kotrikadze صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:** میں پہلی دفعہ جلسہ پر آئی ہوں اور خلیفہ کی تقریر سے بہت ہی متاثر ہوئی ہوں۔ خلیفہ نے اسلام کے حقیقی پیغام کا ذکر کیا۔ میں اس بات پر بہت خوش ہوں اور میں آپ سب کو سلام کہتی ہوں۔

☆ **وفد میں شامل ایک مہمان خاتون Rusudan Gotsiridze صاحبہ کہتی ہیں کہ:** میں نے آج صبح عورتوں کا پروگرام دیکھا اور مجھے بہت ہی اچھا لگا کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا کتنا خیال رکھا جاتا ہے۔ سب سے اچھی بات جو میں نے دیکھی وہ تھی کہ خلیفہ اپنے ہاتھوں سے تعلیمی ایوارڈز دے رہے تھے۔

☆ **وفد میں شامل ایک دوست محمد حسین اکبر صاحب اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:** ہم بچپن سے سن رہے ہیں کہ کوئی مہدی آئے گا جو دنیا کو تبدیل کرے گا اور ہم اسی کے انتظار میں رہے۔ اب پہلی مرتبہ میں سن رہا ہوں کہ وہ مہدی جس کے ہم منتظر تھے وہ گزر بھی گیا ہے اور اب اس کے خلفاء کا سلسلہ جاری ہے۔ میں اب جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کروں گا اور مجھے امید ہے کہ مجھے اطمینان حاصل ہوگا۔

☆ **جارجیا سے Bishop Malkhaaz صاحب بھی جلسہ پر شریک ہوئے تھے۔ یہ اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:** جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جو تمام مذاہب کو آپس میں ملا سکتی ہے۔ جماعت احمدیہ ہی ہے جو بغیر کسی معاوضہ کے اپنی ساری توانائی امن و سکون کے لئے خرچ کرتی ہے۔ جماعت کا خلیفہ اس امن و سکون کا ایک مثالی نمونہ ہے۔ میں پہلے بھی یو کے جلسہ پر آیا تھا اور اس وقت خلیفہ کی اقتداء میں نماز بھی ادا کی۔ میری بڑی شدت سے یہ خواہش تھی کہ میں خلیفہ سے دوبارہ ملوں۔ یہ خواہش اب پوری ہو گئی ہے اور میں بہت ہی خوش ہوں کہ میں جلسہ میں شامل ہو سکا۔

جارجیا کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ ملاقات گیارہ بجکر چالیس منٹ تک جاری رہی۔ ملاقات کے آخر پر تمام ممبران نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

دیگر ممالک کے وفود کی ملاقات

اس کے بعد پروگرام کے مطابق لتھوانیا (Lithuania)، لاتویا (Latvia)، سلووینیا (Slovenia)، ایسٹونیا (Estonia) اور قزاخستان (Kazakhstan) سے آنے والے وفود نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

لتھوانیا سے پچاس افراد پر مشتمل وفد آیا تھا جن میں چالیس غیر از جماعت دوست اور دس احمدی احباب تھے۔

ملک لاتویا (Latvia) سے 22 ر افراد پر مشتمل وفد نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کی۔ جبکہ سلووینیا (Slovenia) سے چھ افراد پر مشتمل وفد شامل ہوا۔

ایسٹونیا (Estonia) سے پانچ افراد پر مشتمل وفد نے اور ملک قزاخستان (Kazakhstan) سے سات افراد پر مشتمل وفد نے جلسہ میں شرکت کی۔

ان پانچوں ممالک سے آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اجتماعی ملاقات ہوئی۔

حضور انور نے وفد کے ممبران کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆ **لتھوانین وفد میں شامل ایک مہمان جو پیشہ کے اعتبار سے رائٹر ہیں انہوں نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ اس وقت دنیا میں ایسا کیا کر رہی ہے جس سے دنیا کے طبقات میں موجود فرق کو دور کیا جا سکے؟**

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدیہ جماعت کا مشن ہی یہ ہے کہ بندے کو خدا کے قریب لانا اور اسے خدا کی پہچان کروانا ہے اور دوسرا یہ کہ انسان کو انسانی اقدار کی پہچان کروانا۔ یہی اسلامی تعلیم کی بنیاد ہے اور اسی تعلیم کو جماعت احمدیہ دنیا میں پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا جماعت احمدیہ کے پیغام کو سنتی ہے اور appereciate کرتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرو گے تو تم اللہ کی نظر میں بہتر ہو گے اور اللہ تم سے راضی ہوگا۔ قرآن نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اگر تم بندوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے تو بے شک تم جتنی چاہے نمازیں پڑھنے والے ہو، تمہاری یہ نمازیں تمہارے لئے ہلاکت ہوں گی اور یہ نمازیں تمہارے منہ پر مار دی جائیں گی۔ بعض حالات میں انسانی حقوق عبادت سے بڑھ جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انہی چیزوں کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں اور آج کل کی دنیا کے حالات کے پیشِ نظر ہم ساری دنیا کی اصلاح ایک دن میں نہیں کر سکتے۔ ہم کوشش جاری رکھیں گے اور اس کام کو آنے والی نسلوں تک جاری رکھیں گے یہاں تک کہ ساری دنیا اس چیز کو realise کر لے۔

☆ **لتھوانین وفد میں شامل ایک دوست نے سوال کیا کہ ایک عیسائی ہونے کے ناطے ایک عیسائی کو مسلمانوں کے درمیان کیسے رہنا چاہئے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عیسائیت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے، یہودیت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے، اسلام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے، تمام مذاہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے خدا کو پہچاننا چاہئے اور اپنے مذہب کی بنیادی تعلیمات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا چاہئے نہ اُن تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے جنہیں مذاہب کے بعض علماء بگاڑ دیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اہلِ کتاب سے کہہ دو کہ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔ یعنی ایسی بات پر اکٹھے ہو جاؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان common ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس اُس ذات پر یقین کرتے ہوئے اور اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ہم سب اکٹھے مل کر کام کریں۔ پس یہی وہ بنیادی تعلیم ہے جس کے مطابق ہم دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے ہمارے تمام مذاہب کے ساتھ اور دنیا کے ہر شریف آدمی کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔

☆ **لتھوانین وفد میں شامل ایک خاتون نے سوال کیا کہ حضور انور نے جو غیر مسلم ممالک کے مختلف دورے کئے ہیں ان کے حوالہ سے حضور انور کا کیا تأثر ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں تو رہ ہی غیر مسلم ملک میں رہا ہوں۔ میں سیریا یا عراق یا سعودی عرب سے تو نہیں آیا۔ اس لئے یہ جو غیر مسلم ممالک ہیں، وہاں ابھی تک کم از کم مذہب کی tolerance موجود ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ جب تک یہ موجود رہے گی، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی بہتر رہیں گے کیونکہ یہ ہر مذہب کو کھل کر اپنے عقائد پر عمل کرنے اور ان کی تبلیغ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ جس برداشت کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پیدا کرنے کا حکم دیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے اس کا اظہار کیا تھا اُسی کی اس وقت اکثر مسلمان ممالک میں کمی ہے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ جن لوگوں میں یہ برداشت رہے گی اور جن میں انسانی اقدار رہیں گی وہی بہتر ہیں۔

☆ **لٹویا کے وفد کی ایک خاتون نے سوال کیا کہ مرد اور عورت آپس میں ہاتھ کیوں نہیں ملا سکتے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر مذہب کی اپنی تعلیم ہوتی ہے اور اسلامی تعلیم کے مطابق غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھ نہیں ملا سکتے۔ اور یہ حکم اس لئے نہیں ہے کہ عورت کی حیثیت کم ہے بلکہ بعض تحفّظات ہوتے ہیں اور عورت کی عزت قائم کرنے کے لئے اسلام نے اس چیز سے منع کیا ہے۔ اور یہودی عورتوں کے لئے بھی یہی تعلیم ہے کہ ہاتھ نہیں ملانا۔ نہ مردوں نے عورتوں سے اور نہ عورتوں نے مردوں سے۔ اب امریکہ میں ہماری مسجد کے قریب ہی یہودیوں کا ایک synagogue بھی ہے وہاں یہودیوں نے ایک فنکشن کیا اور وہاں کے ربائی نے کھل کر اعلان کیا کہ مجھ سے اگر کوئی عورت ہاتھ ملانا چاہے گی تو میں ہاتھ نہیں ملاؤں گا کیونکہ میرا مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن اس کے خلاف کوئی نہیں بات کرتا کیونکہ یہودیوں کے خلاف بولنے سے قانونی جرم عائد ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ مجھے خود یہودی عورت ملی اور اُس نے مجھے بتایا کہ ہمارے مذہب میں بھی مرد سے سلام کرنا یعنی ہاتھ ملانا جائز نہیں ہے۔ اس لئے صرف ہاتھ ملانے کے ایشو کو اتنا اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور بھی تو کئی خوبیاں ہیں، ان کو کیوں نہ دیکھا جائے؟ جہاں تک عورت کی عزت کا سوال ہے تو اگر کسی عورت کو ضرورت ہو یا کسی جگہ عورت مشکل میں گرفتار ہے تو میں اپنے متعلق یا اپنی جماعت کے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ سب سے پہلے ہماری جماعت کے ممبران ایسی عورت کی مدد کیلئے آگے آئیں گے چاہے اس کو اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کر ہی لے جانا پڑے۔ اور یہی عورت کی اصل عزت اور احترام ہے جو کرنی چاہئے نہ کہ صرف ہاتھ ملانے سے ہی عورت کی عزت قائم ہوتی ہے۔ اس بات کو اب دنیا بھی realise کر رہی ہے۔ جو Hollywood میں واقعہ ہوا ہے اس کے بعد مردوں پر کتنے الزام لگنا شروع ہو گئے ہیں؟ یہاں جرمنی میں برلن میں عورتوں نے اپنا علیحدہ دفتر وغیرہ بنایا ہے اور وہ کہتی ہیں کہ مرد غلط قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اس لئے ہم نے اپنا علیحدہ ادارہ بنایا ہے۔ اس لئے اسلام نے جو تعلیمات دی ہیں وہ ہر برائی کے چھوٹے سے چھوٹے امکان سے بھی بچنے کے لئے دی ہیں۔ اس لئے ہم تو یہ سب عورت کی عزت قائم کرنے کیلئے کرتے ہیں نہ کہ اس کی عزت کم کرنے کے لئے۔

ممبران وفد کے تأثرات

☆ **لتھوانیا سے آنے والے وفد کی ایک ممبر Leva Kerzaite صاحبہ نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** جلسہ کے دوران ایسا محسوس ہوا جیسے میں جماعت کا ہی حصہ ہوں۔ یہ جلسہ ہمیں برابری، محبت اور

دوسروں کی خدمت کرنے کا سبق دیتا ہے۔ جس کا عملی مظاہرہ اسی جلسہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

☆ **ایک مہمان نے اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ** اس جلسہ میں شمولیت سے اسلام کے بارے میں سب خوف اور غلط فہمیاں دور ہوگئی ہیں۔ دراصل آپ وہ لوگ ہیں جو امن لانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ میں بہت متاثر ہوں کہ کیسے اتنی بڑی تعداد میں لوگ گرم جوشی اور خوش خلقی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ جلسہ نظم وضبط اور خدمت خلق کی عظیم مثال ہے۔

لتھوانیا کے Valdon Idrizi صاحب بیان کرتے ہیں کہ: پہلی دفعہ جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ خلیفہ نے بڑی تفصیل سے اور انتہائی آسان الفاظ میں اور محبت سے اخلاق کے بارے میں مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ جو کہ کسی بھی معاشرے کے لئے بہت ہی عمدہ لائحہ عمل ہے۔

☆ **لتھوانیا سے Thomas صاحب اور ان کے دوست پہلی مرتبہ جلسہ میں شامل ہوئے۔ یہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:** اتنے بڑے اجتماع کا مشاہدہ کر کے بہت متاثر ہوا ہوں۔ ترجمہ کا معیار بہت اچھا تھا اور حضور انور کے خطبات سن کر بہت سرور ملا کیونکہ خلیفہ کی باتوں کی مثال نہیں ملتی۔ اور یہ تعلیم اس تعلیم کے بالکل مخالف ہے جو میڈیا میں آتی ہیں۔ جلسہ کے تمام کارکنان بھی بہت اچھی طرح پیش آئے۔

☆ **لتھوانیا سے Daila Umbrasiene صاحبہ بیان کرتی ہیں:** آپ کی جماعت کی روایات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا آپ کے خلیفہ سے ملاقات نے بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ میں سب کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کر رہی ہوں۔

☆ **لتھوانیا سے ایک طالبِ علم Aurelija Einoryte صاحبہ بیان کرتی ہیں:** میں اس جلسہ سالانہ پر شرکت کی دعوت پر بہت شکر گزار ہوں۔ جلسہ کا ماحول بہت محبت والا اور دوستانہ ہے۔ ایک لمبے عرصہ سے میں زندگی کے مقصد کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس جلسہ میں شرکت کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ زندگی کا مقصد ہم خیال لوگوں سے مل کے دوسروں کی خدمت کرنا ہے۔

☆ **ایک طالبِ علم Eimis Vengrauskas صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** اس جلسہ میں شامل ہو کر میں کہہ سکتا ہوں کہ جلسہ دراصل اسلام کی اصل تصویر دیکھنے کا موقع ہے جو کہ میڈیا دکھانے سے قاصر ہے۔ میرے لئے سب سے متاثر کن بات لوگوں کا باہمی تعلق اور محبت اور ان کے ہر وقت مسکراتے چہرے ہیں۔ **آپ کے خلیفہ کی شخصیت نہایت متاثر کن ہے۔ وہ مجسم محبت ہیں اور ان کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ محبت کو جسم کی شکل میں دیکھ رہا ہوں۔**

☆ **ایک طالبِ علم Saufe Bulavarte صاحبہ بیان کرتی ہیں:** میرے لئے جلسہ میں شمولیت اور خلیفہ سے ملنے کا دوسرا موقع ہے۔ یہ جلسہ میرے پہلے جلسہ سے بہتر ہے کیونکہ اس دفعہ میرے پاس اسلام کا علم پہلے سے زیادہ ہے۔ حضور کی کچھ تقاریر کا Lithuanian زبان میں ترجمہ کرنے کے بعد میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ وہ ایک ہدایت کی روشنی ہیں جو جتنا چاہے اس نور سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

☆ **ایک طالبِ علم Ausra Umbrasaite صاحبہ بیان کرتی ہیں:** میں پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئی ہوں اور میں نے یہاں بہت کچھ سیکھا ہے۔

عصرِ حاضر میں اس طرح کے اجتماعات کی بہت اہمیت ہے کیونکہ عام طور پر لوگوں کے دلوں میں اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں موجود ہیں۔ جماعت احمدیہ کا یہ حسن ہے کہ دوسرے مذہب کے ماننے والوں کو بھی شرکت کی دعوت دی ہے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل ہوتا دیکھ کر اسلام کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کا بھی حوصلہ پیدا ہوا ہے۔ اس طرح مسلمانوں اور غیر مسلم لوگوں کی دوریاں ختم ہو سکتی ہیں۔ میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ مجھے جلسہ سالانہ میں بطور مہمان شمولیت کی توفیق ملی۔

☆ **ایک طالبِ علم Jokubas Cepartis صاحب کہتے ہیں:** جلسہ سالانہ میں شرکت کر کے مجھے لگ رہا ہے کہ میں اس جماعت کا حصہ ہوں، اب مجھے زندگی کا مقصد سمجھ آیا ہے۔ مجھے حضور سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں حضور کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ حضور نہایت ہی شفیق اور محبت کرنے والے ہیں۔ ان سے بات کر کے مجھے محسوس ہوا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اسلام کی حقیقت کو میں نے پالیا ہے اور آج بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ میں اکثر اوقات شکوک میں مبتلا رہتا تھا لیکن اب اپنے ایمان میں مضبوطی پیدا کر کے باقی زندگی گزارنے کی کوشش کروں گا۔

☆ **لٹویا سے ایک میڈیکل کے سٹوڈنٹ Benjamin Karim صاحب لٹویا اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:** جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونا میرے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ یہ جلسہ اُن تمام لوگوں کا اجتماع ہے جو کہ مضبوط ایمان اور مطمئن روحوں کے مالک اور بھائی چارے والے پُرامن لوگ ہیں۔ میرے لئے یہ بات باعثِ حیرت تھی کہ کس طرح ہر کوئی محویّت کے ساتھ تقاریر سننے اور اپنے کام میں مگن تھا۔ حضورِ انور کو دیکھنا اور سننا بھی میرے لئے اعزاز تھا کہ کس طرح انہوں نے جرمنی میں مہاجرین کے معاملے اور اسلام کے بارہ میں لوگوں کے دلوں میں پائے جانے والے خوف کے متعلق بھی بات کی۔ یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ دنیا میں امن کا پرچار کر رہی ہے اور جرمن معاشرے میں دوستانہ ہمسائیگی اور خدمت پر زور دے رہی ہے۔ مجھے یہ بھی حیرت ہوئی کہ کس طرح لوگ میری طرف آرہے تھے اور جاننا چاہتے تھے کہ میرے جذبات واحساسات کیا ہیں۔ فلاحی ادارے، بُک سٹور، ٹی وی سیٹلائیٹ، کھانا پینا اور وہاں کے بازار، ہر چیز نے مجھے بہت متاثر کیا، یہ پاکستانی ثقافت کو جرمنی میں لانے کی ایک اچھی کوشش تھی۔ مجموعی طور پر مجھے اسلام احمدیّت اور پاکستانی ثقافت کو جاننے میں کافی مدد ملی۔

☆ **لٹویا میں ایک غیر احمدی پاکستانی محمد جنید سلیمی صاحب ماسٹرز کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ بھی جلسہ پر شامل ہوئے اور اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں گزشتہ ماہ ہی سٹڈی ویزہ پر پاکستان سے لٹویا آیا ہوں۔ مجھے بھی جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی جو کہ شش و پنچ کے بعد میں نے قبول کرلی۔ جب میں جلسہ گاہ پہنچا تو وہاں انتظامیہ کو دیکھ کر میں بہت حیران ہوا کیونکہ وہاں بہت زیادہ لوگ تھے۔ انتظامیہ بڑی خوبصورتی اور سمجھداری سے سب کو سنبھال رہی تھی۔ جلسہ گاہ میں بہت سارے لوگ تھے جن میں کافی سارے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم مہمان تھے اور ان سب کو اس لئے دعوت دی گئی تھی تا کہ وہ دین اسلام کو آ کر خود مشاہدہ کریں۔ میں نے اتنا پیار، محبت، عزّت، احترام اور مہمان نوازی کبھی اپنی پوری زندگی میں کہیں نہیں دیکھی جتنی میں نے وہاں دیکھی اور مجھے یہ دیکھ کر بہت اچھا لگا کہ اس سے تمام غیر مسلموں پر بہت اچھا اثر پڑے گا اور وہ دین اسلام کی طرف آنے کی ضرور کوشش کریں گے۔ میں کیونکہ احمدی نہیں ہوں اس لئے میرے دل میں بھی کچھ غلط فہمیاں تھیں جو ہر دوسرے فرقے والے مسلمان کے دل میں ہوتی ہیں۔ وہاں جب میں نے تقاریر سنیں اور وہاں پر لکھے ہوئے کلمات دیکھے اور نماز بھی پڑھی تو مجھے کوئی فرق نہیں لگا۔ یہی سب کچھ ہم بھی کرتے ہیں اور یہی سب کچھ احمدی بھی کر رہے ہیں۔ ان کا کلمہ بھی وہی ہے، نماز بھی وہی اور قرآن بھی وہی۔ **سب سے زیادہ قابل غور بات ختم نبوت تھی جس پر میں اب سوچنے پہ مجبور ہو گیا ہوں کہ غور وفکر کروں کہ کیا میں اپنے فرقے کو سچا کہوں یا احمدی فرقے کو۔** سب سے بڑا فائدہ مجھے جلسہ پر آنے کا یہی ہوا ہے کہ میں نے احمدی لوگوں میں بیٹھ کر سب کچھ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا ہے اور اب میں اپنے طور پر اچھی طرح دیکھوں گا کہ اسلام اصل میں کیا ہے اور ختم نبوت کیا ہے؟ مجھے حضور کی تقریر بہت پسند آئی، خاص کر آخری دن والی۔ **جلسہ ختم ہونے کے اگلے دن میں نے اُن سے ملاقات بھی کی اور مجھے اُن سے مل کر بہت اچھا لگا۔** وہ بہت ہی خوبصورت شخصیت کے مالک ہیں۔ یہ چار دن میری زندگی کے بہت ہی اچھے دن تھے۔ **باقی تمام مسلمان صرف باتیں کرتے ہیں اور نفرتیں پھیلاتے ہیں۔ لیکن یہاں میں نے صرف محبّت، عزّت اور احترام دیکھا ہے۔** میرے ساتھ کچھ غیر مسلم دوست بھی تھے وہ مسلمانوں کے اِس رویّہ سے، اِس عزّت واحترام سے جو احمدیہ جماعت نے اُن کو دیا بہت زیادہ متاثر تھے۔ انتظامی ٹیم خواہ وہ کوئی بھی تھی، ہر کسی نے بہت پیار، محبت، عزّت واحترام سے بات کی اور گائیڈ کیا اور اتنے بڑے جلسہ کو اتنی خوبصورتی سے مینج (manage) کیا۔ مہمانوں کی رہائش سے لے کر کھانے پینے اور ٹرانسپورٹ کے انتظام اور اِس کے علاوہ بھی ہر ضروری انتظام دیکھ کر میں جماعت احمدیہ سے بہت متاثر ہوا ہوں اور دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

☆ **یونیورسٹی آف ایگریکلچر لٹویا کے ایک سری لنکن لیکچرار Lakmal Kularatne صاحب بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ یہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:** سچّی بات یہ ہے کہ جب میں نے اس میں شمولیّت کا فیصلہ کیا تو مجھے تھوڑا سا خوف تھا کہ کہیں اس تقریب پر کوئی دہشت گردی کا حملہ نہ ہو جائے۔ مگر جب میں نے اس جلسہ کی سیکیورٹی دیکھی تو میں نے محسوس کیا کہ کوئی بھی اس پروگرام کو یا اس میں شریک کسی بھی فرد کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں اس پورے پروگرام کی سیکیورٹی کو بہت appreciate کرتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ میرے بہت سے سری لنکن مسلمان دوست ہیں مگر ایک بدھ گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے مذہب اسلام کے بارہ میں مجھے کوئی خاص علم نہیں تھا۔ جلسہ نے مجھے حقیقی اسلام کے بارہ میں تعلیم دی ہے اور دوسرے اسلامی گروپوں کے بارہ میں بتایا ہے، اسی طرح احمدیہ فرقہ اور دوسرے گروپوں کے درمیان فرق واضح کیا ہے۔ اس تقریب سے جو بہترین چیز میں نے اخذ کی ہے وہ یہ ہے کہ احمدیہ جماعت ایک محبّت کرنے والی جماعت ہے میں اس کو بہت زیادہ سراہنا چاہتا ہوں۔

میں آپ کی جماعت کی انتظامی صلاحیّت کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اور یہ چیز واضح اشارہ دے رہی ہے کہ آپ لوگ دنیا کی درست سمت میں راہنمائی کر سکتے ہیں۔

☆ **لٹویا سے ایک طالبہ Gloriya صاحبہ پہلی مرتبہ کسی اسلامی پروگرام میں شرکت کر رہی تھیں۔ انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** مجھے سب کچھ بہت اچھا لگا۔ کھانا بہت زیادہ لذیذ تھا۔ لوگ بہت خوش اخلاق تھے۔ ڈیوٹی پر مامور خواتین ہمیشہ مسکرا کر ملتی تھیں۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت اچھا لگا کہ سب چھوٹے بڑے ماحول کو صاف رکھنے میں کوشاں تھے۔ مجھے یہ سب بہت اچھا لگا۔ میں نے اپنے آپ کو بہت آرام دہ محسوس کیا۔ مجھے وہ نظارہ اچھی طرح یاد ہے جب میری نظر سکرین پر پڑی اور میں نے دیکھا کہ مردانہ مارکی میں سب لوگوں نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ اس کانفرنس میں شامل ہو کر اسلام کے بارہ میں میرے خیالات بالکل تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ ابھی بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو اس دنیا کی بھلائی چاہتے ہیں۔

☆ **مکینکل انجینئرنگ کے ایک انڈین طالبِ علم Vinay صاحب بھی جلسہ پر آئے تھے۔ یہ کہتے ہیں:** میں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی ایسی یکجہتی اور ایسے خوبصورت انتظامات نہیں دیکھے۔ جو کچھ میں نے جلسہ میں مشاہدہ کیا ہے اُس نے مجھے بہت حیران اور متاثر کیا ہے۔ ترجمہ کا معیار بہت اعلیٰ تھا اور اسی طرح جو کھانا فراہم کیا گیا وہ بھی اعلیٰ درجہ کا تھا۔ ہر کسی نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ یہ پروگرام میری زندگی کا ناقابل فراموش حصّہ ہے۔

☆ **لٹویا سے ایک اور انڈین طالبِ علم Omkar صاحب جلسہ میں شامل ہوئے۔ یہ کہتے ہیں:** جلسہ میں شامل ہونا یقیناً اعزاز کی بات ہے۔ جلسہ میں شمولیت کا موقع ملنے پر میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت خیال کرتا ہوں۔ یہ اجتماعی کام اور انتظامات کا ایک بہترین نمونہ تھا۔ اس کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف ٹیمیں بڑی محنت و جانفشانی سے کام کر رہی تھیں۔ ٹرانسپورٹ کی ٹیم نے شاندار کام کیا۔ اسی طرح رہائش اور کھانے کے انتظامات بھی بہت اعلیٰ تھے۔ مجھے جلسہ میں شمولیت کا موقع دینے پر آپ کا بہت ممنون ہوں۔

☆ **لٹویا سے ایک اور انڈین طالبِ علم Sanket صاحب کہتے ہیں:** میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے جرمنی میں دیکھا وہ بہت حیران کن تھا۔ اس وقت تک مجھے احمدی مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان فرق معلوم نہیں تھا۔ یہ لوگ بہت اچھے تھے اور ہمارے ساتھ انہوں نے بہت شفقت کا سلوک کیا۔ رہائش اور ٹرانسپورٹ کا انتظام بہت اچھا تھا۔ پروگرام کی اچھی بات یہ تھی کہ ہر ایک کو اس ہال میں ایک مناسب جگہ دی گئی۔ ہم انڈیا سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ہمارا اس طرح خیال رکھا کہ جیسے ہم بھی اُسی فیملی کا حصّہ تھے۔ مجھے سب کے سب پروگرام اور انتظامات بہت پسند آئے۔ میں خوش قسمت ہوں کہ اس وسیع پروگرام کا ایک چھوٹا سا participant ہوں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

☆ **لٹویا کے وفد میں ترکی سے تعلق رکھنے والے ایک میڈیکل کے طالبِ علم Alkan صاحب بھی تھے۔ یہ اپنے**

تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: یہ بہت ہی دلچسپ پروگرام تھا۔ ان تین دنوں کے دوران میں نے اسلام اور احمدیہ جماعت کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ خاص طور پر دنیا میں امن قائم کرنے کا تصور تمام تقاریر میں بار بار دہرایا گیا۔ یہ پروگرام بہت ہی متاثر کُن تھا اور انتظامات بہت زبردست تھے۔

☆ **لٹویا کے وفد میں شامل ایک لڑکی Anastasia صاحبہ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے غیر مسلم مہمانوں سے خطاب کے حوالہ سے بیان کیا کہ:** مجھے حضور انور کا خطاب بہت پسند آیا اور اُنہوں نے جو باتیں کی تھیں وہ بالکل درست تھیں اور مجھے بہت اچھی لگی ہیں۔

اس خطاب کے لئے یہ مردانہ جلسہ گاہ میں آئی تھیں۔ اس کے علاوہ ان کا تمام وقت لجنہ مارکی میں ہی گزرا۔ کہتی ہیں کہ: مردوں کے درمیان بیٹھے مجھے شرم آرہی تھی اور مجھے عجیب لگ رہا تھا کہ میرے سر پر دوپٹہ نہیں ہے۔

☆ **لٹویا سے Sabine صاحبہ بھی کسی مسلم پروگرام میں پہلی مرتبہ شریک ہورہی تھیں۔ یہ کہتی ہیں:** یہ پروگرام بہت اچھا تھا۔ میں نے تمام sessions سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اسلامی کلچر اور مذہب بہت ہی خاص ہے اور لوگوں کے لئے خاص طور پر آیا ہے۔ مجھے خصوصًا کھانا بہت اچھا لگا۔ ہماری ہوٹل میں جو رہائش تھی وہ بھی بڑی خوبصورت تھی اور مجھے بہت پسند آئی ہے۔ تمام sessions میں کارکنان بہت ہی مددگار اور خیال رکھنے والے تھے۔ میرا سب سے پسندیدہ دن فرینکفرٹ شہر میں گزرا۔

☆ **اسٹونیا سے ایک مہمان Rainer صاحب جلسہ پر تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا:** یہ میرا جلسہ سالانہ میں شمولیت کا چوتھا موقع تھا۔ ہر دفعہ جلسہ میں شامل ہوکر مختلف تاثرات ہوتے ہیں۔ اور نئے تجربات ہوتے ہیں اور ساتھ ہی کئی نئی باتیں سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ پاکستانی اور دیگر احمدیوں کو جاننا اور ملنا ہر دفعہ دلچسپی کا باعث بنتا ہے۔ میں نے ایسی کوئی اور قوم نہیں دیکھی جو اتنی بڑی تعداد میں اکٹھی ہو، اپنے روایتی لباس پہنے ہوئے ہو، اچھے اخلاق دکھا رہے ہوں۔ آج تک میری آنکھوں نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں سے کوئی بُرا رویّہ سرزد ہوتے نہیں دیکھا۔

ایک اور چیز جس نے مجھے بہت متاثر کیا وہ نماز کے پڑھنے کا طریقہ ہے۔ تمام لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور کوئی بھی وہاں سے علیحدہ ہوکر اپنی نماز نہیں پڑھنا چاہتا۔ اتحاد کا کیا ہی اعلیٰ نمونہ ہے۔

یہ باتیں ایسی تھیں جنہوں نے مجھ پر بہت گہرا اثر ڈالا اور اسی وجہ سے میں نے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے جلسہ سالانہ جرمنی کے دوران بیعت کرنے کی بھی سعادت حاصل کی۔ یہ اسٹونین قوم میں سے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے پہلے فرد ہیں۔

☆ **Roland Shavadze صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:** میں پہلی دفعہ جرمنی آئی ہوں یہ جلسہ مجھے بہت ہی اچھا لگا۔ یہاں کے لوگوں نے ہماری ہر طرح کی خدمت کی۔ ہماری بہت ہی اچھی مہمان نوازی کی گئی۔ یہاں تک کے لوگ میرا نام بھی نہیں جانتے تھے مگر پھر بھی بار بار مدد کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

☆ **ایسٹونین وفد کے ایک مہمان Giga Gegianidze بیان کرتے ہیں کہ** یہ پروگرام بہت ہی علمی اور پر معارف تھا اور لوگ بہت نیک اور مہمان نواز تھے۔ جب میں نے IAAAE کے پراجیکٹس دیکھے ہیں تو مجھے احساس ہوا ہے کہ کسی کو پانی دینا ہمارے لئے کتنا آسان ہے اس لئے میں ضرور ان غرباء کی مدد کرنے میں شامل ہوں گا اور اس تنظیم میں شامل ہوں گا۔

☆ **ایک اور مہمان Giorgi Kopaelishvili صاحب بیان کرتے ہیں کہ؛** جو پراجیکٹس یہاں IAAAE نے کئے ہیں مجھے بہت ہی پسند آئے ہیں۔ میں خود بھی انجینیئر ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میں بھی اس تنظیم کے ساتھ مل کر خدمتِ انسانیت کا کام کروں۔

☆ **شام سے تعلق رکھنے والے شیراز احمد صاحب تین سال سے سلووینیا میں مقیم ہیں۔ یہ سلووینیا سے جلسہ میں شرکت کرنے کے لئے آئے تھے۔ یہ جلسہ کے دوران بڑی دلچسپی سے پروگراموں میں شامل ہوتے رہے، جماعت کے بارہ میں بہت سے سوالات پوچھتے رہے۔ عربی کتابیں بھی لیں اور ان کا مطالعہ بھی کیا اور کافی متاثر ہوئے لیکن حضور کے پیچھے نماز پڑھنے سے ہچکچاہٹ تھی۔ بہرحال انہوں نے جلسہ کے آخری دن حضور کے پیچھے ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں۔ جلسہ کے بعد انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

میرے لئے جلسہ کے تین دنوں میں سے آخری دن (جس دن حضور کی پیچھے نماز پڑھی تھی) سب سے اچھا اور بہتر دن تھا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے کہا کہ آج جلسہ کا سب سے اچھا دن اس لئے کہ آج میں نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

جلسہ کے بعد سوموار کو سلووینین وفد کی حضور کے ساتھ ملاقات تھی۔ پروگرام کے مطابق ملاقات کے فوراً بعد سیر کے لئے روانگی تھی۔ لیکن انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ حضور کے پیچھے ایک اور بار نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھنے کیلئے دو گھنٹہ انتظار کیا اور نماز کے بعد سیر کیلئے نکلے۔

سلووینیا سے ایک کیتھولک خاتون Barbara Novak صاحبہ بھی جلسہ میں شامل ہوئیں۔ ان کی انسانی حقوق کی اپنی تنظیم ہے۔ ان کا ایک پاکستانی غیر احمدی دوست ہے اور اس دوست نے ان کو جلسہ میں شامل ہونے سے منع کیا تھا اور جماعت کے خلاف بھی باتیں کی لیکن اس کے باوجود وہ شامل ہوئیں اور کہتی ہیں جب بھی میں اسلام کے بارہ میں بات کرتی ہوں تو ہمیشہ جماعت احمدیہ کا بتاتی ہوں کیونکہ مجھے صرف احمدیت میں زندہ اسلام نظر آتا ہے۔

☆ **Pfarrer Darius صاحب بیان کرتے ہیں:** خلیفہ کی تقریر بہت اچھی اور پُر اثر تھی۔ مجھے یہاں آنا بہت اچھا لگا۔ میں اور میری بیوی بہت شکر گزار ہیں کہ ہمیں دعوت دی گئی۔ مجھے بہت اچھا لگا کہ خلیفہ ان موضوعات کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ جو آج کے دور میں اہم ہیں اور انہوں نے ان مشکلات کے حل بیان کئے۔

☆ **Ayvaz Mardanov بیان کرتے ہیں کہ:** یہ بہت ہی خوبصورت جلسہ تھا میں تمام افراد کو سلام کہنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ کے ساتھ ملاقات میرے لئے نہایت ہی اہم تھی اور میں اس کی اہمیت کو خوب سمجھتا ہوں۔ جو امن کا پیغام اپنے خطاب میں خلیفہ نے ہمیں دیا ہے، یہ پیغام وقت کی ضرورت ہے اور اس پر عمل کرنا بہت ہی ضروری ہے۔

☆ **Zaza Mikeladze صاحب ملاقات کے بعد اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:** یہ بہت ہی جذباتی میٹنگ تھی کیونکہ خلیفہ نے ہمارے ساتھ کھل کے بات کی اور اسلام کی حقیقی تعلیم واضح فرمائی۔ یہ امور میرے لئے بہت ہی دلچسپ تھے۔ میں آپ سب کا شکر گزار ہوں۔

☆ **قزاخستان سے آنے والی ایک مہمان خاتون رشیدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں:** میں جلسہ سے بہت متاثر ہوں۔ یہاں میری بڑے اچھے لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ سب لوگ سلام کرتے اور مسکراتے چہروں سے ملتے تھے۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے صدیوں سے واقف تھے حالانکہ ہم پہلی بار مل رہے تھے۔ سب لوگ ایسے نظر آرہے تھے کہ وہ بہت خوش قسمت ہیں اور اپنی زندگی سے خوش ہیں۔ یہ کیفیت اسی وقت ہوتی ہے جب انسان کو پتہ ہو کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جب جلسہ ختم ہوا تو میرا دل اُداس ہوگیا۔

حضور انور سے ملاقات کے دوران جو چیز مجھے سب سے زیادہ اچھی لگی وہ یہ تھی کہ حضور لوگوں کے ساتھ بہت ہی پیار اور شفقت سے پیش آتے ہیں اور جو لوگ مذہب کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں ان کو حضور تفصیل سے جواب دیتے ہیں اور لوگوں کے مسائل کو بہت توجہ سے سنتے ہیں۔ **ان باتوں سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضور لوگوں کی خاطر اپنی زندگی قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور یقیناً یہ صرف اللہ کا منتخب بندہ ہی کرسکتا ہے اور اسی کی بساط میں ہے۔**

☆ **قزاخستان سے تعلق رکھنے والے ایک احمدی دوست فانیر غلاموف صاحب بیان کرتے ہیں کہ:** خاکسار اپنی اہلیہ کے ساتھ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا ہے۔ ہم دونوں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرکے بہت خوش ہیں اور اپنے آپ کو بہت خوش قسمت پاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہونے سے قبل ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے لیکن دل میں ایک بے چینی کی سی کیفیت تھی اور سوچتا رہتا تھا کہ میری وفات کے بعد میری فیملی کا کیا ہوگا؟ تاہم احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کے بعد میری روح کو ایک سکون سا آگیا ہے اور میں اس یقین پر قائم ہوگیا ہوں کہ اب میرے بچوں کے پاس ماں باپ ہیں اور حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کے بعد اس بات پر میرا یقین مزید پختہ ہوگیا ہے۔

میں اور میری فیملی اللہ تعالیٰ کے بہت شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی توفیق عطا فرمائی۔

☆ **قزاخستان سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان داورن یشانوف صاحب بیان کرتے ہیں:** خاکسار کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دوسری دفعہ ملاقات کا موقع ملا ہے۔ میں نے لمبا عرصہ اس ملاقات کا انتظار کیا اور گزشتہ سال کے بعد ہی اس حسین لمحہ کا انتظار شروع کر دیا۔ جلسہ سالانہ پر بہت سے مہمان تشریف لائے تھے۔ مجھے اس جلسہ سے بہت ہی روحانی فوائد کے حصول کا موقع ملا۔ جب حضور انور خاکسار کے پاس سے گزرے اور پیار سے مسکرائے تو مجھے اس لمحہ نے خوشی سے مسحور کر دیا۔ میں نے زندگی بھر اتنی پیاری مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ خاکسار اپنے آپ کو اس لحاظ سے بہت ہی خوش قسمت تصوّر کرتا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بندہ کو جلسہ میں شمولیت کا موقع عطا فرمایا ہے۔

☆ **قزاخستان سے آنے والی ایک خاتون مکرمہ زاہدہ گلیامووا صاحبہ بیان کرتی ہیں:** ہماری فیملی 20 سال سے احمدی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امسال پہلی بار حضور سے ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ جب میں نے حضور انور کو دیکھا تو میرا دل اتنی تیزی سے حرکت کرنے لگا کہ ابھی کچھ ہوجائے گا حالانکہ یہ صرف ایک گھبراہٹ تھی۔ میں بہت خوش اور خوش قسمت ہوں کہ ہمارا خواب پورا ہوگیا ہے۔ میں اتنی خوش تھی کہ حضور انور سے دعا کی درخواست کرنا بھول گئی کہ وہ ہمارے مبلغین کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خدمت کی توفیق دیتا رہے اور وہ ہمیشہ ہمارے پاس رہیں۔

یہ ملاقات 12 بجکر 35 منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر ان پانچوں وفود کے تمام ممبران نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

..........................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 20/ستمبر 2018ء بروز جمعرات نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر مکرمہ نادیہ خالد صاحبہ (بنت مکرم امین خالد صاحب ۔کارشالٹن۔ یوکے) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرمہ نادیہ خالد صاحبہ (بنت مکرم امین خالد صاحب ۔کارشالٹن۔ یوکے)

7 ستمبر 2018ء کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے 28 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ محترم عبدالحلیم صاحب مرحوم امیر ضلع جہلم اور محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی ہمشیرہ کی پوتی اور محترم دین محمد صاحب آف ٹوٹنگ کی نواسی تھیں۔ بہت نیک، فرمانبردار، لائق، ذہین، ہونہار، خوش مزاج اور ہنس مکھ طبیعت کی مالک تھیں۔ دو سال قبل ان کا بھائی جوانی میں ہی وفات پا گیا تھا۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بہنیں اور ایک بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ کے والد مکرم امین خالد صاحب لوکل جماعت میں جنرل سیکرٹری کے علاوہ جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمان نوازی کے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب :

1۔مکرم عبدالمنیف صاحب (مربی سلسلہ۔انڈیا)

11/اگست 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 2013ء میں جامعہ احمدیہ قادیان سے شاہد کی ڈگری حاصل کرکے فارغ التحصیل ہونے کے بعد صوبہ تامل ناڈو میں خدمت بجالا رہے تھے۔ موصوف ایک قابل اور محنتی مربی سلسلہ تھے

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ مُسلمہ عالمگیر کی

خدمت دین وخدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں

عظیم الشان اور روز افزوں ترقیات اور الٰہی نصرت وتائید کے روشن نشانات سے معمور

خلافت خامسہ کے مبارک دَور کے ابتدائی پندرہ سال

(چند جھلکیاں اعداد وشمار کے آئینہ میں)

فضل الرحمان ناصر۔ استاذ جامعہ احمدیہ یُوکے + اویس احمد نصیر۔ مربی سلسلہ

قسط نمبر 6

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بابرکت تحریکات

خلفائے وقت نے ہمیشہ روحانی غذا کے طالبوں کو جن تحریکات کی صورت اپنی حفاظت میں لیا ان میں خدائی ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے۔ مناسبِ حال، موافق زمانہ، تحریکات سے جہاں خلفائے وقت نے جماعت کو نورِ ہدایت بخشا وہیں احباب جماعت نے بھی بقدر استعداد اس نور سے حصّہ پایا۔

خلیفہ کے لبوں سے جو گل و جوہر بکھرتے ہیں
بڑے انمول موتی ہیں یہ دولت ہم سنبھالیں گے

جب خلفاء کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی منشاء کے تحت کسی خاص کام کے لئے جوش پیدا کرتا ہے تو وہ اس کام کی تحریک اپنے پیروکاروں کو کرتے ہیں۔ اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس تحریک کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے عظیم الشان ثمرات اس بات کی فعلی شہادت بن جاتے ہیں کہ یہ سب نظام اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت سے جاری ہے۔

حضور انور کے ابتدائی 15 سال میں کی جانے والی تحریکات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپریل 2003ء میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور 2018ء میں اس عہد مبارک کے 15 سال مکمل ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں حضور انور نے بھی جماعت کی علمی وعملی ترقی کے لیے بہت سی بابرکت سکیموں کا اعلان فرمایا ہے۔ یوں تو حضور انور کا ہر خطبہ جمعہ، ہر تقریر، ہر تحریر، ہر پیغام اور ہر ہدایت ہی ایک تحریک کا رنگ رکھتی ہے لیکن وہ امور جن پر حضور انور نے خصوصیت سے زور دیا، بار بار ہدایات دیں، مختلف اداروں کو ذمہ دار ٹھہرایا ان کو تحریکات کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔

خدمت خلق کی تحریکات

☆خدمت خلق کی عمومی تحریک

احباب جماعت کو خدمت خلق کی تحریک کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’جماعتی سطح پر یہ خدمتِ انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمت خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمت انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجا لا رہے ہیں۔ لیکن مَیں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کرسکتا ہے، غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آ سکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا انشاء اللہ۔ اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے‘‘۔) خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2003ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 07 نومبر 2003ء صفحہ 8)

☆احمدی ڈاکٹرز کو وقف کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2003ء میں فرمایا:

’’جلسے پر میں نے ڈاکٹروں کو توجہ دلائی تھی کہ ہمارے افریقہ کے ہسپتالوں کے لئے ڈاکٹر مستقل یا عارضی وقف کریں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات بہت بہتر ہیں۔ وہ دقتیں اور مشکلات بھی نہیں رہیں جو شروع کے واقفین کو پیش آئیں اور اکثر جگہ تو بہت بہتر حالات ہیں اور تمام سہولیات میسر ہیں۔ اور اگر کچھ تھوڑی بہت مشکلات ہوں بھی تو اس عہد کو سامنے رکھیں کہ محض لِلّٰہ اپنی خداداد طاقتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ آگے آئیں اور مسیح الزمان سے باندھے ہوئے اس عہد کو پورا کریں اور ان کی دعاؤں کے وارث بنیں‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 12/دسمبر 2003ء صفحہ 5)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 دسمبر 2006ء میں افریقہ میں ڈاکٹروں کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’جماعت کے ہسپتال ہیں پاکستان میں بھی ربوہ میں بھی اور افریقہ میں بھی۔ وہاں ڈاکٹروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کو گو کہ تنخواہ بھی مل رہی ہوتی ہے ایک حصہ بھی مل رہا ہوتا ہے لیکن شاید باہر سے کم ہو۔ تو بہرحال خدمت خلق کے جذبے کے تحت ڈاکٹروں کو بھی اپنے آپ کو وقف کرنا چاہئے۔ چاہے 3 سال کے لئے کریں، چاہے 5 سال کے لئے کریں۔ یا ساری زندگی کے لئے کریں۔ لیکن وقف کر کے آگے آنا چاہئے اور یہی چیزیں ہیں جو ان کو پھر اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کریں گی اور ان پر اتنے فضل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت ان پر جلوہ گر ہوگی‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 05 جنوری 2007ء صفحہ 6)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2008ء کے موقع پر اپنے دوسرے روز کے خطاب میں احمدی سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کو مجلس نصرت جہاں کے تحت اپنی خدمات وقف کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’مَیں ڈاکٹر صاحبان کو پیغام بھی پہنچانا چاہتا ہوں بلکہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ جو سپیشلسٹ ڈاکٹرز ہیں ان کی نصرت جہاں کے ہسپتالوں میں ضرورت ہے اور مختلف ممالک سے مطالبہ آتا رہتا ہے۔ اگر امریکہ، برطانیہ، پاکستان یا دوسری جگہوں سے ڈاکٹر اس کام میں شامل ہوں، چاہے وہ عارضی وقف کے لئے جائیں، چند دن وقف کریں، ایک ماہ کے لئے یا چند ہفتے کے لئے، اس سے بھی بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی سپیشلسٹ ڈاکٹرز جو ہیں وہ اپنے اپنے کوائف اگر مرکز کو بھجوائیں تو اس کے مطابق ان کا پروگرام بنایا جاسکتا ہے‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 12 ستمبر 2014ء صفحہ 2)

احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن یوکے کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے 19 مئی 2007ء کو حضور انور نے نور ہسپتال قادیان اور فضل عمر ربوہ کے لئے ڈاکٹروں کو خدمت کی تحریک فرمائی۔

(الفضل انٹرنیشنل 15 جون 2007ء)

☆عیادت مریضان کی تحریک

حضور انور نے فرمایا:

’’مریضوں کی عیادت کرنا بھی خدا تعالیٰ کے قرب کو پانے کا ہی ایک ذریعہ ہے۔ ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے خاص طور پر جو ذیلی تنظیمیں ہیں ان کو میں ہمیشہ کہتا ہوں۔ خدمت خلق کے جواُن کے شعبے ہیں لجنہ کے، خدام کے، انصار کے ایسے پروگرام بنایا کریں کہ مریضوں کی عیادت کیا کریں، ہسپتالوں میں جایا کریں۔ اپنوں اور غیروں کی سب کی عیادت کرنی چاہئے اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ بھی ایک سنت کے مطابق ہے۔ اور ہمیشہ اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے ذریعے ہم اختیار کریں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15/اپریل 2005ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 29/اپریل 2005ء صفحہ 8)

☆طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لیے تحریک

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ 3 جون 2005ء میں ارشاد فرمایا:

’’میں آج ایک تحریک کرنا چاہتا ہوں خاص طور پر جماعت کے ڈاکٹرز کو اور دوسرے احباب بھی عموماً، اگر شامل ہونا چاہیں تو حسب توفیق شامل ہو سکتے ہیں، جن کو توفیق ہو، گنجائش ہو۔ یہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی تحریک ہے... میں احمدی ڈاکٹروں سے خصوصاً کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر بڑا فضل فرمایا ہے اور خاص طور پر امریکہ اور یورپ کے جو ڈاکٹر صاحبان ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں بھی بعض ایسے ڈاکٹرز ہیں جو مالی لحاظ سے بہت اچھی حالت میں ہیں۔ اگر آپ لوگ خدا کی رضا حاصل کرنے اور غریب انسانیت کی خدمت کے لئے اس ہارٹ انسٹیٹیوٹ کو مکمل کرنے میں حصہ لیں تو یقیناً آپ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کو خدا بے انتہا نوازتا ہے اور ان کے اس فعل کا اجر اس کے وعدوں کے مطابق خدا کے پاس بے انتہا ہے۔ کوشش کریں کہ جو وعدے کریں انہیں جلد پورا بھی کریں۔ اس ادارے کو مکمل کرنے کی میری بھی شدید خواہش ہے۔ کیونکہ میرے وقت میں شروع ہوا اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے وہ خواہش پوری کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو یہ موقع دے رہا ہے کہ اس نیک کام میں، اس کار خیر میں حصہ لیں اور شامل ہوجائیں اور اس علاقے کے بیمار اور دکھی لوگوں کی دعائیں لیں۔ آج کل دل کی بیماریاں بھی زیادہ ہیں۔ ہر ایک کو علم ہے کہ ہر جگہ بے انتہاء ہوگئی ہیں اور پھر علاج بھی اتنا مہنگا ہے کہ غریب آدمی تو افورڈ (Afford) کر ہی نہیں سکتا۔ ایک غریب آدمی تو علاج کروا ہی نہیں سکتا۔ پس غریبوں کی دعائیں لینے کا ایک بہترین موقع ہے جو اللہ تعالیٰ آپ کو دے رہا ہے اس سے فائدہ اُٹھائیں....

جہاں تک انسٹیٹیوٹ کے لئے ڈاکٹرز کا تعلق ہے، ہمارے امریکہ کے ایک ڈاکٹر نے مستقل وقف کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ جلد ربوہ پہنچ جائیں گے۔ دوسرے یہاں بھی بعض نوجوان واقفین زندگی ڈاکٹرز تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو اپنی تعلیم مکمل ہونے پر وہاں چلے جائیں گے۔ اور پاکستان میں بھی بعض نوجوان ہیں جنہوں نے وقف کیا ہے، ٹریننگ لے رہے ہیں۔ اور اسی طرح ڈاکٹر نوری صاحب کی سرپرستی میں انشاء اللہ یہ ادارہ چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں بھی برکت ڈالے اور پھر یہ ادارہ مکمل ہونے کے بعد مَیں دوسرے سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی وقف عارضی کر کے یہاں آیا کریں۔ اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ ان کی قربانیوں کے بدلے ضرور دے گا، اجر ضرور دے گا۔ اور دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اس ادارے کو بہت کامیاب ادارہ بنائے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 3 جون 2005ء الفضل انٹرنیشنل 7 جون 2005ء صفحہ 7-8)

☆احمدی انجینئرز اور آرکیٹیکٹس کو خدمت کی تحریک

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9 مئی 2004ء کو انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز کے یورپین چیپٹر کے پہلے سمپوزیم میں افریقہ میں خدمت کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

''جماعت ان ممالک میں مختلف مقاصد کے لئے عمارات تعمیر کر رہی ہے۔ مثلاً مساجد، مشن ہاؤسز، سکولز، ہسپتال وغیرہ۔ اس کے لئے بھی سول انجنیئر اور آرکیٹیکٹس کو ان ممالک میں خدمت کی غرض سے جانا چاہئے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ میں سے اکثر سفر کے تمام اخراجات آسانی سے خود برداشت کر سکتے ہیں۔ اور بعض ممالک میں تو ہمارے پاس کوئی انجنیئر یا آرکیٹیکٹ بھی نہیں ہیں جو ہمیں یہ مشورہ دے سکیں کہ کس قسم کی عمارتیں ہمیں بنانی چاہئیں جس سے ہمارا خرچہ بھی کم ہو اور عمارت بھی بہتر ہو۔''

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ آپ میں سے کچھ انجنیئرز اور آرکیٹیکٹس اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے وقف عارضی کے تحت ان ملکوں میں جائیں گے اور ہمیں یہ مشورہ دیں گے کہ ہم کس طرح کم خرچ پر یہ عمارات بنا سکتے ہیں جو کہ کم خرچ کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی نظر آئیں۔ (الفضل انٹرنیشنل 4 جون 2004ء صفحہ 11)

☆یتامیٰ کی خبرگیری کے فنڈ میں حصہ لینے کی تحریک

حضور انور نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یتیموں کی خبر گیری کا نظام ہے، پاکستان میں بھی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جو باقاعدہ جائزہ لے کر ان کی تعلیم کا، ان کے رہن سہن کا مکمل خیال رکھتی ہے اور اسی طرح دوسرے ممالک میں بھی، خاص طور پر افریقن ممالک میں بھی اللہ کے فضل سے کوشش کی جاتی ہے کہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ اس کے لئے یتامیٰ کی خبرگیری کے لئے ایک فنڈ ہے، اس میں بھی احباب جماعت کو دل کھول کر مدد کرنی چاہئے تا کہ زیادہ سے زیادہ یتیموں کی ضروریات پوری کی جا سکیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 22 جون تا 28 جون 2007ء)

☆یتامیٰ کی خدمت کی تحریک

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یتامیٰ کی خبر گیری کا بڑا اچھا انتظام موجود ہے۔ مرکزی طور پر بھی انتظام جاری ہے گو اس کا نام یکصد یتامیٰ کی تحریک ہے لیکن اس کے تحت سینکڑوں یتامیٰ بالغ ہو کر پڑھائی مکمل کر کے کام پر لگ جانے تک ان کو پوری طرح سنبھالا گیا۔ اسی طرح لڑکیوں کی شادیوں تک کے اخراجات پورے کئے جاتے رہے اور کئے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اس میں دل کھول کر امداد کرتی ہے اور زیادہ تر جماعت کے جو مخیر احباب ہیں وہی اس میں رقم دیتے ہیں۔ الحمدللہ، جزاک اللہ، ان سب کا شکریہ۔

اب میں باقی دنیا کے ممالک کے امراء کو بھی کہتا ہوں کہ اپنے ملک میں ایسے احمدی یتامیٰ کی تعداد کا جائزہ لیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں، پڑھائی نہ کر سکتے ہوں، کھانے پینے کے اخراجات مشکل ہوں اور پھر مجھے بتائیں۔ خاص طور پر افریقن ممالک میں، اسی طرح بنگلہ دیش ہے، ہندوستان ہے، اس طرف کافی کمی ہے اور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تو باقاعدہ ایک سکیم بنا کر اس کام کو شروع کریں اور اپنے اپنے ملکوں میں یتامیٰ کو سنبھالیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت میں مالی لحاظ سے مضبوط حضرات اس نیک کام میں حصہ لیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے سنبھالنے میں جو اخراجات ہوں گے ان میں کوئی کمی نہیں پیش آئے گی۔ لیکن امراء جماعت یہ کوشش کریں کہ یہ جائزے اور تمام تفاصیل زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک مکمل ہو جائیں اور اس کے بعد مجھے بھجوائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم یتامیٰ کا جو حق ہے وہ ادا کر سکیں''۔

(خطبہ جمعہ 23 جنوری 2004ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 26 مارچ 2004ء ص 9)

☆غریب بچیوں کی شادی کے لیے امداد کی تحریک

حضور انور نے خطبہ جمعہ 3 جون 2005ء میں فرمایا:

''جو لوگ باہر کے ملکوں میں ہیں اپنے بچوں کی شادیوں پر بے شمار خرچ کرتے ہیں۔ اگر ساتھ ہی پاکستان، ہندوستان یا دوسرے غریب ممالک میں غریب بچوں کی شادیوں کے لئے کوئی رقم مخصوص کر دیا کریں تو جہاں وہ ایک گھر کی خوشیوں کا سامان کر رہے ہوں گے وہاں یہ ایک ایسا صدقہ جاریہ ہو گا جو ان کے بچوں کی خوشیوں کی بھی ضمانت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر بعض صاحب حیثیت لوگوں میں بے تحاشا نمود و نمائش اور خرچ کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ شادیوں پر بے شمار خرچ کر رہے ہوتے ہیں۔ کئی کئی قسم کے کھانے پک رہے ہوتے ہیں جو اکثر ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہاں سے جب خاص طور پر پاکستان میں جا کر شادیاں کرتے ہیں اگر سادگی سے شادی کریں اور بچت سے کسی غریب کی شادی کے لئے رقم دیں تو وہ اللہ کی رضا حاصل کر رہے ہوں گے''۔

(خطبہ جمعہ 3 جون 2005ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 17 جون 2005ء ص 7)

☆آزاد کشمیر کے زلزلہ زدگان کے لئے مدد کی تحریک

8 اکتوبر 2005ء کو پاکستان میں شدید زلزلہ آیا۔ ان کی امداد کی تحریک کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

''گو کہ اس زلزلے کے بعد سے فوری طور پر ہی افراد جماعت بھی اور جماعت احمدیہ پاکستان بھی اپنے ہم وطنوں کی، جہاں تک ہمارے وسائل ہیں، مصیبت زدوں کی مدد کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن مَیں پھر بھی ہر پاکستانی احمدی سے یہ کہتا ہوں، ان کو یہ توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ اِن حالات میں جبکہ لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے ہیں، کھلے آسمان تلے پڑے ہوئے ہیں، حتی المقدور ان کی مدد کریں۔ جو پاکستانی احمدی باہر کے ملکوں میں ہیں، ان کو بھی بڑھ چڑھ کر ان لوگوں کی بحالی اور ریلیف (Relief) کے کام میں حکومت پاکستان کی مدد کرنی چاہئے۔ وہاں کی ایمبیسیوں نے جہاں جہاں بھی فنڈ کھولے ہوئے ہیں اور جہاں ہیومینیٹی فرسٹ (Humanity First) نہیں ہے، ان ایمبیسیز میں جا کر مدد دے سکتے ہیں''۔

(خطبہ جمعہ 14/ اکتوبر 2005ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 4 نومبر 2005ء ص 6)

☆بیوت الحمد سکیم میں شرکت کی تحریک

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ عید الفطر 13 اکتوبر 2007ء میں بیوت الحمد سکیم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''پھر بیوت الحمد سکیم ہے یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے شروع فرمائی تھی جس سے شروع میں ربوہ میں 100 گھر بنا کر غریب، ضرورتمندوں کو دینے تھے۔ تو اللہ کے فضل سے یہ مکمل ہو گئی۔ اس کے علاوہ بھی مختلف جگہوں پر لوگوں کے گھروں میں ان کو بڑھانے میں یا گنجائش کے مطابق کمرے بنانے کے لئے مدد دی گئی، قادیان میں بھی بیوت الحمد کے تحت گھر بنائے گئے ہیں پھر پاکستان میں اور مختلف ملکوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا مکان بھی بنا کر دیئے گئے ہیں۔ مختلف جگہوں پر بھی مدد دی گئی ہے تو یہ بھی ایک ایسی جائز اور انتہائی ضرورت ہے جس کی طرف احمدیوں کو توجہ دینی چاہیے۔ اپنے غریب بھائیوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کئی احمدی جب اللہ کے فضل سے اپنے گھر بناتے ہیں تو اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں بعض نے اپنا بڑا قیمتی گھر بنایا تو بیوت الحمد کے ایک مکمل گھر کا خرچہ بھی ادا کیا۔ اگر تمام دنیا کے احمدیوں کے گھر خریدنے یا بنانے پر کچھ نہ کچھ اس مد میں دینے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو کئی ضرورتمند غریب بھائیوں کا بھلا ہو سکتا ہے''۔

(خطبہ عید الفطر فرمودہ 13/ اکتوبر 2007ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 6/ مئی 2016ء صفحہ 15)

☆امداد مریضان کی تحریک

حضور انور نے فرمایا:

''امداد مریضان کی ایک مد ہے اس میں پاکستان میں تو باقاعدہ طریقہ اور نظام رائج ہے جس کے تحت مریضوں کو جو ہسپتال میں آنے والے ہیں علاج سے مدد کی جاتی ہے۔ قادیان میں بھی اور اس کے علاوہ دنیا میں بھی رائج ہے۔ لیکن باقاعدہ قادیان اور ربوہ میں زیادہ ہے۔ دوائیاں اور علاج اب اتنی مہنگی ہو گئی ہیں کہ غریب آدمی کی پہنچ سے یہ معاملہ بہت دور ہو چکا ہے۔ بعض علاج اس لئے نہیں کرواتے کہ پیسے نہیں ہوتے۔ تو باوجود خواہش کے بعض دفعہ محدود وسائل کی وجہ سے ایسے مریضوں کی پوری طرح مدد نہیں کی جا سکتی۔ ایسے احباب جو مالی حالت میں بہتر ہیں، وہ جن کو خود یا جن کے مریضوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شفاء دی ہے، مریضوں کی شفایابی پر اپنی حیثیت کے مطابق اگر مریضوں کے لئے مدد کیا کریں تو ضرورت مند مریضوں کی جو بہت بڑی تعداد ہے ان کی مدد ہو سکتی ہے۔ بچوں کی پیدائش کے مرحلے سے عورتیں گزرتی ہیں، بڑا تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے۔ اس شکرانے کے طور پر مریضوں کی مدد کا خیال آنا چاہیے، صرف مٹھائیاں کھانا کھلانا ہی کام نہ ہو''

(خطبہ عید الفطر 13/ اکتوبر 2007ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 6/ مئی 2016ء صفحہ 15)

☆ہیومینیٹی فرسٹ کو کارکردگی بہتر کرنے کی تحریک

حضور انور نے فرمایا:

''ہیومینیٹی فرسٹ ایک ایسا ادارہ ہے جو باقاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ اور اس کی مرکزی انتظامیہ لندن میں ہے۔ لندن سے باقاعدہ مینیج (Manage) کیا جاتا ہے۔ افریقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکزی ادارہ ہے مختلف ممالک نے اس میں بہت کام کیا ہے۔ جرمنی کے علاوہ۔ جرمنی میں یہ اس طرح فعّال نہیں ہے۔ فعّال اس لئے نہیں ہے کہ بعض معاملات میں انہوں نے زیادہ آزاد ہونے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے میں یہاں امیر صاحب کو اس کا نگران اعلیٰ بناتا ہوں اور وہ اب اپنی نگرانی میں اس کو ری آرگنائز (Re-organize) کریں اور چیئرمین اور تین ممبران کمیٹی بنائیں اور پھر جس طرح باقی ممالک میں انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں یہ بھی کریں، لیکن مرکزی ہدایت کے مطابق۔ کیونکہ مرکزی رپورٹ کے مطابق بھی یہاں کی ہیومینیٹی فرسٹ کی انتظامیہ کا تعاون اچھا نہیں تھا۔ بار بار توجہ دلانے پر اب بہتری آئی ہے لیکن مکمل نہیں۔ تو یہ بھی اطاعت کی کمی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خلیفہ وقت سے براہ راست رابطہ ہو جائے تو باقی نظام سے جو مرضی سلوک کرو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ غلط تأثر ہے۔ ذہنوں سے نکال دیں۔ اگر کوئی دقّت اور مشکل ہو کسی انتظام کو چلانے میں تو آپ خلیفۂ وقت کو بھی خط لکھ سکتے ہیں۔ لیکن بہر حال متعلقہ امیر کو اس کی کاپی جانی چاہئے۔ لیکن براہ راست کسی قسم کا خود قدم اٹھانے کی اجازت نہیں ہے''۔

(خطبہ جمعہ 27 اگست 2004ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 10 ستمبر 2004ء ص 8)

☆سیدنا بلال فنڈ کے بارہ تحریک

حضور انور نے خطبہ جمعہ 11 جون 2010ء میں فرمایا:

''مجھ سے بعض جماعتوں کی طرف سے بھی پوچھا جا رہا ہے کہ شہداء فنڈ میں لوگ کچھ دینا چاہتے ہیں تو یہ رقم کس مد میں دینی ہے؟ اسی طرح بعض دوست مشورے بھی بھجوا رہے ہیں کہ شہداء کے لئے کوئی فنڈ قائم ہونا چاہئے۔ یہ ان کی لاعلمی ہے۔ شہداء کے لئے فنڈ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ رابعہ سے قائم ہے جو ''سیدنا بلالؓ فنڈ'' کے نام سے ہے اور مَیں بھی اپنے اس دور میں ایک عید کے موقع پر اور خطبوں میں دو دفعہ بڑی واضح طور پر اس کی تحریک کر چکا ہوں۔ اس فنڈ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہداء کی فیملیوں کا خیال رکھا جاتا ہے، جن جن کو ضرورت ہو ان کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور اگر اس فنڈ میں کوئی گنجائش نہ بھی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ان کا حق ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ ان کا خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہم ان کا خیال رکھتے رہیں گے۔ تو بہر حال ''سیدنا بلالؓ فنڈ'' قائم ہے جو لوگ شہداء کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں اس میں دے سکتے ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 21 جولائی 2010ء ص 5)

وقف جدید کے متعلق تحریکات

☆شاملین میں اضافہ کرنے کی تحریک

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ 7 جنوری 2005ء میں فرمایا:

''وقف جدید کے ضمن میں احمدی ماؤں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ قربانی کی عادت اس طرح بڑھ بڑھ کر اپنے زیور پیش کرنا آپ کے بڑوں کی نیک تربیت کی وجہ سے ہے۔ اور سوائے استثناء کے اِلّا ماشاء اللہ، جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہو ان کے بچے بھی عموماً قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے ذمہ وقف جدید کیا تھا۔ اور اُس وقت سے وہاں بچے خاص شوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں۔ اگر باقی دنیا کے ممالک بھی اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کو خاص طور پر اس طرف متوجہ کریں تو شامل ہونے والوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ چندے میں بھی اضافہ ہو گا۔ اور سب سے بڑا مقصد جو قربانی کا جذبہ دل میں پیدا کرنا ہے وہ حاصل ہو گا۔ انشاء اللہ۔ اگر مائیں اور ذیلی تنظیمیں مل کر کوشش کریں اور صحیح طریق پر کوشش ہو تو اس تعداد میں (جو موجودہ تعداد ہے) آسانی سے دنیا میں 6 لاکھ کا اضافہ ہو سکتا ہے، بغیر کسی دقت کے۔ اور یہ تعداد آسانی سے 10 لاکھ تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ موجودہ تعداد 4 لاکھ کے قریب ہے''۔

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

تعلیم الاسلام پرائمری سکول
(Ponta Figo) ساؤتومے کی افتتاحی تقریب

(رپورٹ: انصر عباس۔ مبلغ انچارج و نیشنل صدر جماعت احمدیہ ساؤتومے)

25 ستمبر 2018ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ساؤتومے کو پہلے تعلیم الاسلام پرائمری سکول پونٹا فیگو (Ponta Figo) ساؤتومے (وسطی افریقہ) کے افتتاح کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے کی مالی معاونت سے یہ سکول Ponto Figo گاؤں میں بنایا گیا ہے جو دارالحکومت سے 22 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

یہ سکول 2017ء میں مکمل ہوا تھا اور جماعت نے لوکل باڈی کو استعمال کے لئے دے دیا تھا۔ اس میں 220 طلباء زیر تعلیم ہیں اور آٹھ اساتذہ تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس بلڈنگ میں چار بڑے کلاس رومز، دو دفاتر اور ایک سٹاف روم اور چار Toilets ہیں۔ اس سکول کا نام "Talim ul Islam" سکول کے گیٹ پر لکھا گیا ہے۔ ہمارے سکول کی افتتاحی تقریب میں TICOSA برطانیہ نے اپنا نمائندہ بھیجا۔ مکرم و محترم بشیر احمد اختر صاحب سابق پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول BO سیرالیون نے TICOSA کی نمائندگی میں شرکت فرمائی جبکہ گورنمنٹ ساؤتومے کی طرف سے جناب نائب وزیر اعظم صاحب Mr. Afonso Varela نے شرکت کی۔ تقریب کی صدارت خاکسار نے بطور مبلغ انچارج و نیشنل صدر جماعت احمدیہ ساؤتومے اینڈ پرنسپ نے کی۔

پروگرام:

سہ پہر ساڑھے تین بجے اس افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ سٹیج پر جماعت احمدیہ کا نصب العین ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' آویزاں کئے گئے تھے۔ جماعت کی طرف سے جناب ڈپٹی پرائم منسٹر کو سکول کے احاطہ میں خوش آمدید کہا گیا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ اس کے بعد عزت مآب نائب وزیر اعظم اور TICOSA کے نمائندہ مکرم بشیر احمد اختر صاحب کا تعارف کروایا گیا کہ آپ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے فارغ التحصیل طلباء کی تنظیم کے نمائندہ ہیں جس نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر اس سکول کو بنانے کے لئے مالی معاونت کی ہے۔ موصوف کو سیرالیون میں 21 سال تک تعلیمی میدان میں نمایاں کام کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اس سکول کی تعمیر میں مالی معاونت کرنے والوں کے لیے دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزاء دے۔ آمین

سکول میں داخل ہونے والے بچے اور اُن کے والدین بھی تقریب میں شامل ہوئے۔

نائب وزیر اعظم کے ہمراہ سکول کے ابتدائی سٹاف کا ایک یادگار گروپ فوٹو

اس کے بعد مکرم و محترم بشیر احمد اختر صاحب نمائندہ TICOSA UK نے حاضرین سے خطاب کیا۔

بعد ازاں سکول کے ڈائریکٹر نے کہا کہ ہمارے پاس الفاظ نہیں کیسے جماعت کا شکریہ ادا کریں۔ ہم پرانے سکول کی بلڈنگ میں بچوں کو پڑھاتے تھے۔ بہت برے حالات تھے۔ ہر وقت یہی خطرہ ہوتا تھا کہ وہ عمارت گر جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت نے ان کی مدد کی۔

اس کے بعد مکرم بشیر احمد اختر صاحب نے جناب ڈپٹی پرائم منسٹر کو سکول کی چابی پیش کی۔ اس طرح سکول گورنمنٹ کے حوالے کر دیا گیا۔

آنریبل ڈپٹی پرائم منسٹر نے اپنے خطاب میں احمدیہ مشن اور TICOSA UK کا بہت ہی اچھے رنگ میں شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ تعلیمی اور طبی میدان میں جو کوششیں افریقہ میں کرتی ہے ہماری گورنمنٹ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور امید کرتی ہے کہ جماعت احمدیہ ہمارے ملک کی ہمیشہ مدد کرتی رہے گی۔ سکول قوم کے مستقبل کی چابی ہے۔ جماعت احمدیہ ہمارے بچوں کے مستقبل کی فکر کرتی ہے۔ اب ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ سکول اور اپنی قوم کے بچوں کی حفاظت کریں۔ اور اس سکول کے بچے ملک اور قوم کا نام روشن کریں۔ ان کی تقریر کے بعد بچوں نے ترانے گائے اور نعرے لگائے۔

آنریبل ڈپٹی پرائم منسٹر کی تقریر کے بعد مہمانوں، اساتذہ اور طلباء کے ساتھ تصاویر بنوائی گئیں اور ان کی تواضع کی گئی۔ اس تقریب کے شاملین حاضرین کی تعداد تین سو ساٹھ تھی۔ الحمدللہ کہ یہ پروگرام کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ جماعت اور TICOSA UK کے کاموں میں بے انتہاء برکت ڈالے۔ آمین

میڈیا کوریج:

سکول کے Inauguration کی خبر نیشنل ریڈیو، دو نیشنل ٹی وی چینلز TVS, Andin Media اور ایک انٹرنیشنل ٹی وی RTP Africa نے کوریج دی جو پورتگیزی زبان بولنے والے ممالک میں دیکھا جاتا ہے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

بقیہ: نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 13

بقیہ: نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 13

اور خدمت دین کا جوش رکھتے تھے۔

2۔ مکرمہ بلقیس بیگم صاحب اہلیہ مکرم حافظ محمد یوسف صاحب مرحوم (شکور پارک۔ ربوہ)

22 مئی 2018ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، سادہ مزاج، صابرہ و شاکرہ، مہمان نواز، خوش اخلاق، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

3۔ مکرم عبدالمجید بٹ صاحب (لیڈز۔ یو کے)

27 جولائی 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1972ء میں یوگنڈا سے انگلستان منتقل ہوئے۔ تیس سال تک جماعت لیڈز کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ کا گھر نماز سنٹر کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ جماعتی خدمات اور چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

4۔ مکرمہ بخت بھری صاحبہ اہلیہ مکرم رائے محمد عبداللہ جوئیہ صاحب (ٹھٹھہ جوئیہ ضلع سرگودھا)

24 اپریل 2018ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ پانچ وقت کی نمازی، تہجد گزار اور روزانہ تلاوت قرآن کرنے والی نیک خاتون تھیں۔ ہر جماعتی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی۔

5۔ مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب (قاضی پارک۔ شیخوپورہ شہر)

80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی۔ بیعت کے بعد شدید مخالفت کا سامنا رہا لیکن ثابت قدم رہے۔ خلفائے سلسلہ کے ساتھ جنون کی حد تک عشق تھا۔ تمام تحریکات میں شامل ہونے کی اوّلین کوشش کرتے تھے۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ زعیم اعلیٰ انصار اللہ کے علاوہ مقامی جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

6۔ مکرمہ سلمیٰ جاوید صاحبہ اہلیہ مکرم جاوید اقبال صاحب (ڈیفنس لاہور)

14 مئی 2018ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، مخلص اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ 10 سال تک اپنی مقامی مجلس میں سیکرٹری خدمت خلق کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔

7۔ مکرمہ نذیراں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سلطان احمد صاحب (دارالفضل شرقی ربوہ)

26 مئی 2018ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، چندوں کی بروقت ادائیگی کرنے والی، خوش مزاج، ہمدرد، مہمان نواز، غریب پرور اور صابرہ و شاکرہ خاتون تھیں۔

8۔ مکرم مبشر احمد صاحب نونی (دارالصدر غربی ربوہ)

3 مئی 2018ء کو ایک ٹریفک حادثہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہنس مکھ، ملنسار، مخلص، باوفا اور نڈر انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

بقیہ: خلافت خامسہ کے مبارک دَور کے ابتدائی پندرہ سال.........

از صفحہ 15

(الفضل انٹرنیشنل 21 جنوری 2005ء ص 7)

☆دفتر اطفال میں اضافہ کرنے کی تحریک

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ 12 جنوری 2007ء میں فرمایا:

”جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمانی حالت کی بہتری کے لئے بھی قربانی کی ضرورت ہے۔ تو اپنے بچوں میں بھی اس قربانی کی عادت ڈالیں تاکہ جب وہ بڑے ہوں تو ان کی خواہشات کی جو ترجیحات ہیں ان میں اللہ کی خاطر مالی قربانی سب سے اوّل نمبر پر ہو۔ اس سے ایک تو شاملین کی تعداد میں بھی اضافہ ہوگا اور جو عفو کے معیار ہیں وہ ترجیحات بدل جانے سے بدل جائیں گے۔ جو لوگ بچوں کو بھی جب جیب خرچ دیتے ہیں تو ان کو اس میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں۔ عیدی وغیرہ میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں، ان مغربی ممالک میں مَیں نے اندازہ لگایا ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں کہ بازار سے کھانا برگر وغیرہ جو ہیں اور بڑے شوق سے کھائے جاتے ہیں اور جو مزے کے لئے کھائے جاتے ہیں، ضرورت نہیں ہے۔ اگر مہینے میں صرف دو دفعہ یہ بچا کر وقف جدید کے بچوں کے چندے میں دیں تو اسی سے وصولی میں 25 سے 30 فیصد تک اضافہ ہوسکتا ہے۔

تو وقف جدید کو جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پاکستان میں بچوں کے سپرد کیا تھا۔ مَیں بھی شاید پہلے کہہ چکا ہوں، نہیں تو اب یہ اعلان کرتا ہوں کہ باہر کی دنیا بھی اپنے بچوں کے سپرد وقف جدید کی تحریک کرے اور اس کی ان کو عادت ڈالے تو بچوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت بڑے خرچ پورے کرلے گی اور یہ کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ جب آپ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں سے بچت کرنے کی ان کو عادت ڈالیں گے اسی طرح بڑے بھی کریں اور اگر یہ ہو جائے تو ہندوستان کے اخراجات اور کچھ حد تک افریقہ کے اخراجات بھی پورے کئے جاسکتے ہیں“۔

(الفضل انٹرنیشنل 2 فروری 2007ء ص 8)

☆10 لاکھ شاملین کی تحریک

حضور انور نے خطبہ جمعہ 7 جنوری 2005ء میں فرمایا:

”اگر کوشش کی جائے تو بچوں کے ذریعے سے ہی میرے خیال میں معمولی کوشش سے پوری دنیا میں 6 لاکھ کی تعداد کا اضافہ کیا جاسکتا ہے تاکہ کم از کم وقف جدید میں 10 لاکھ افراد تو شامل ہوں۔ تحریک جدید کی طرح نئے آنے والوں کو بھی اس میں شامل کریں۔ بچوں کو شامل کریں، خاص طور پر بھارت اور افریقہ کے ممالک میں کافی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ ویسے تو میں سمجھتا ہوں اگر کوشش کی جائے تو ایک کروڑ کی تعداد ہوسکتی ہے۔ لیکن بہرحال پہلے قدم پر آپ اتنی کوشش بھی کرلیں تو بہت ہے۔ کیونکہ 1957ء میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تحریک شروع کی تھی تو جماعت کی اس تعداد کو دیکھتے ہوئے یہ خواہش فرمائی تھی کہ ایک لاکھ چندہ دہند ہوں۔ تو اِس وقت کوائف تو میرے پاس نہیں ہیں کہ پاکستان میں کتنے شامل ہوئے لیکن یہ تحریک صرف پاکستان کے لئے تھی اور وہاں سے آپؓ ایک لاکھ مانگ رہے تھے تو اب تو پوری دنیا میں حاوی ہے“۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 جنوری 2005ء ص 9)

ادائیگی زکوٰۃ کی تحریک

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ 28 مئی 2004ء میں فرمایا:

”ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ زمینداروں کے لئے بھی جو کسی قسم کا ٹیکس نہیں دے رہے ہوتے ان پر زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح جنہوں نے جانوروں وغیرہ بھیڑ، بکریاں، گائے وغیرہ پالی ہوتی ہیں ان پر بھی ایک معین تعداد سے زائد ہونے پر یا ایک معین تعداد ہونے پر زکوٰۃ ہے پھر بنک میں یا کہیں بھی جو ایک معین رقم سال بھر پڑی رہے اس پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے پھر عورتوں کے زیوروں پر زکوٰۃ ہے اب ہر عورت کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ضرور ہوتا ہے اور بعض عورتیں بلکہ اکثر عورتیں جو خانہ دار خاتون ہیں جن کی کوئی کمائی نہیں ہوتی وہ لازمی چندہ جات دیتیں، دوسری تحریکات میں حصہ لے لیتی ہیں لیکن اگر ان کے پاس زیور ہے، اس کی بھی شرح کے لحاظ سے مختلف فقہاء نے بحث کی ہوئی ہے۔ باون تولے چاندی تک کا زیور ہے یا اس کی قیمت کے برابر اگر سونے کا زیور ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اور اڑھائی فی صد اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہئے اس کی قیمت کے لحاظ سے۔ اس لئے اس طرف بھی عورتوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور زکوٰۃ ادا کیا کریں بعض جگہ یہ بھی ہے کہ کسی غریب کو پہننے کے لئے زیور دے دیا جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہوتی لیکن آج کل اتنی ہمت کم لوگ کرتے ہیں کسی کو دیں کہ پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہو اس لئے چاہئے کہ جو بھی زیور ہے، چاہے خود مستقل پہنتے ہیں یا عارضی طور پر کسی غریب کو پہننے کے لئے دیتے ہیں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر زکوٰۃ ادا کردیا کریں“۔

(الفضل انٹرنیشنل 11 جون 2004ء ص 7)

.......................(باقی آئندہ)

تحریکِ جدید کا مالی سال

مکرم ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن اعلان کرواتے ہیں کہ:

☆.....تحریکِ جدید کا مالی سال 31/اکتوبر کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ تمام امرائے کرام، مبلغین انچارج اور صدران جماعت سے درخواست ہے کہ اپنی رپورٹس بروقت بھجوانے کا انتظام کریں۔

☆.....تمام احباب جماعت سے بھی درخواست ہے کہ اگر کسی نے اپنا چندہ ادا نہیں کیا تو سال ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنا چندہ ادا کردیں۔

☆.....ایسے احباب جماعت جو ابھی تک اس بابرکت الٰہی تحریک میں شامل نہیں ہو سکے وہ اس میں شامل ہو کر خدا تعالیٰ کی برکات و فیوض کے وارث بنیں، رقم خواہ معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

☆......☆......☆

VACANCY: Minister of Religion: Ahmadiyya Muslim Community: Swahili Speaker

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own religious training academy and faith based TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLE: We are inviting applications for the following post of Minister of Religion. Candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with Swahili and both Arabic and Urdu languages and in addition a recent qualification equivalent to English Language level B2 CEFR In addition a valid criminal clearance certificate shall be required from the applicant. He should have the additional qualification/experience listed below. The successful applicant may be posted at any one of the mission centres in the UK. This is a permanent position to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

	Main qualification/work	Likely posting
Swahili speaker:	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following: Lead and encourage attendance at obligatory prayers deliver sermons on Fridays and other gatherings preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community assist the Swahili Desk, enter into correspondence with members and the general public defend the teachings against opponents and non-believers translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above carry out research on relevant secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters liaise with members of the community and resolve social problems introduce programmes host religious talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes attend promotional events for our faith community, conferences and social functions and related administrative duties.

EXPERIENCE REQUIRED: You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith(Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You should have served as a Minister of Religion for not less than two years. You must have a good record of performance, preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in East Africa. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, good interpersonal skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a 4 years full-time Jamia Ahmadiyya college OR equivalent qualification in Islamic religious studies or a relevant HND level qualification plus at least two years' relevant work experience as an Imam.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following: Stipend of£5,100-/per annum(single person for 35 hours a week on average annual allowance for spouse£2340, each child£1560 up to two children, plus rent free accommodation with all utilities eg council tax, water rates, gas, electricity paid by the Employer travel expenses reimbursed(25 days holidays per annum.)

Closing Date: 2 December 2018

Please apply to: Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

قائم شدہ
1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

مکرم آفتاب احمد خان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31؍اکتوبر 2012ء میں مکرم ڈاکٹر عبدالباری ملک صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے جس میں مکرم آفتاب احمد خان صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔

مکرم آفتاب احمد خان صاحب کا شمار ان چند خوش نصیب احمدیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے وطن عزیز کی خدمت کر کے دنیا میں بھی خوب نام کمایا اور جماعت کی شاندار خدمات کا اعزاز پا کر دین میں بھی خوب عزت پائی۔ آپ انتہائی دھیمی مگر گرمجوش طبیعت کے مالک، بڑے ہی خوش اخلاق، خوش لباس اور دلکش شخصیت کے مالک تھے۔ جس شخص سے بھی ملتے پہلی ملاقات میں ہی اس کو اپنا گرویدہ بنا لیتے۔ ہر کسی کے ساتھ ہمدردی اور خلوص سے پیش آتے، ہر شخص کی بات کو توجہ سے سنتے اور جہاں تک ممکن ہوتا مدد کرنے کی کوشش کرتے۔ انگریزی اور اردو زبانوں پر ان کو پورا عبور حاصل تھا۔

آپ 24 ستمبر 1924ء کو لاہور میں مکرم ثناء اللہ صاحب اور محترمہ امۃ المجید بیگم صاحبہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ چونکہ والد انسپکٹر آف سکولز تھے اس لئے آپ نے مختلف مقامات پر ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی سے 1945ء میں تاریخ میں ایم اے کیا۔ پھر گورڈن کالج راولپنڈی میں 1947ء تک تاریخ اور انگریزی کے استاد رہے۔ 1947ء میں آپ انکم ٹیکس کے محکمہ سے منسلک ہوئے اور 1948ء میں پاکستان کے دفتر خارجہ کے افسروں کے پہلے گروپ میں شامل ہوگئے۔ پاکستان کے سفراء کا جو پہلا گروپ بیرونی ممالک میں بھجوایا گیا آپ ان میں شامل تھے۔ آپ کا تقرر واشنگٹن، نیویارک، جکارتہ، لندن، دہلی، اٹلی اور یوگوسلاویہ میں رہا۔ آپ 1984ء میں فارن سروس سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کا شمار پاکستان کے سینئر ترین سفیروں اور کامیاب ڈپلومیٹس میں ہوتا تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد لندن میں قیام پذیر ہوگئے۔ آپ کی شادی محترمہ عطیہ اسلم صاحبہ سے ہوئی جو مشہور ماہر تعلیم، گورنمنٹ کالج لاہور اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل محترم قاضی محمد اسلم صاحب کی بیٹی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لندن ہجرت کے بعد جب محترم انور کاہلوں صاحب کو امیر جماعت یُوکے مقرر فرمایا تو محترم آفتاب خان صاحب کو نائب امیر مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد آپ روزانہ مسجد فضل آتے، لوگوں کے مسائل کو بڑی توجہ سے سنتے اور بڑے پیار سے رہنمائی کرتے۔ آپ میں عاجزی کی صفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ امیر صاحب کی اس طرح اطاعت اور احترام کرتے جس طرح کوئی شاگرد اپنے استاد کا کرتا ہے۔ نائب امیر کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دینے کے علاوہ حضورؒ کے ارشادات کے مطابق بعض دوسری انتہائی اہم ذمہ داریاں بھی سرانجام دیتے۔

محترم آفتاب خان صاحب جب امیر جماعت یُوکے مقرر ہوئے تو خاکسار کے مبارکباد پیش کرنے پر بڑے ہی جذباتی ہوکر بار بار دعا کی درخواست کرتے جاتے۔ کہتے کہ مَیں تو ایک ناچیز بندہ ہوں، جماعتی کاموں کا اتنا تجربہ اور علم بھی نہیں لیکن حضورانور نے اعتماد فرماتے ہوئے اتنی بھاری ذمہ داری ڈالی ہے۔

جب پہلی بار بریڈفورڈ تشریف لائے تو خاکسار وہاں کا ریجنل قائد خدام الاحمدیہ تھا۔ چونکہ حاضرین کی اکثریت اردو سمجھنے والوں کی تھی اس لئے میری درخواست پر آپ نے زندگی میں پہلی بار اردو میں تقریر کی۔ خلافت کے ساتھ آپ کا عشق مثالی تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شفقتوں کے باوجود آپ ہمیشہ نظر جھکا کر بات کرتے۔ خلیفۂ وقت کے ہر حکم پر لبیک کہتے اور ہر ہدایت پر فوراً لفظاً لفظاً عمل کرتے اور کرواتے۔ اگر حضور سٹیج پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے قدموں میں بیٹھنے کو ہی سعادت سمجھتے۔ اکثر حضور خود حکم دیتے کہ امیر صاحب کے لئے کرسی رکھیں ورنہ خود کبھی اپنے لئے کرسی ساتھ نہیں رکھوائی۔ اپنی مجلس عاملہ کے ممبران، مربیان اور خدام کا خاص طور پر بہت خیال رکھتے تھے۔ کئی مواقع پر خود پیچھے ہوکر دیگر افراد کو حضور انور کی قربت حاصل کرنے کا موقع دیتے۔ حضورانور کے پاس خدمت کرنے والوں کی کھلے دل سے تعریف فرماتے اور اگر کسی شخص کے متعلق حضور انور خوشنودی کا اظہار فرماتے تو ضرور اس شخص کو خود خوشخبری دیتے۔ آپ کی امارت کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ دو بار بریڈفورڈ تشریف لائے۔ دونوں مواقع پر آپ نے مقامی جماعت کے افراد کو حضور انور کی قربت حاصل کرنے کا خوب موقع دیا۔ اسی طرح حضورؒ کے قادیان کے تاریخی سفر کے دوران آپ نے درخواست کرکے خاکسار کو بھی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کا موقع دیا۔ قادیان میں قیام کے دوران بھی آپ دوسروں کا بہت خیال رکھتے رہے۔ اکثر مٹھائی اور پھل کی شکل میں حضورانور کا تبرّک لاکر ہمارے ساتھ شیئر کرتے جو حضورؒ آپ کو ازراہ شفقت بھجوایا کرتے تھے۔ ایک روز نماز عشاء کے بعد خاکسار کو ہمراہ لے کر پیدل ہی یُوکے گیسٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے جو کچھ فاصلے پر واقع تھا۔ وہاں ہر کمرہ میں جاکر آپ نے ہر شخص کا فرداً فرداً حال دریافت فرمایا۔ ایک عورت کی صحت ٹھیک نہیں تھی۔ آپ نے خود اُن کے لئے مناسب بستر، دوائی، گرم چائے اور کمرے کا انتظام کروایا اور سب انتظامات ہونے کے بعد رات گئے دارالمسیح لَوٹے۔ چونکہ حضورؒ کے دورے کے انتظامات کے سلسلہ میں آپ نے حضورانور کی ہدایات کے مطابق خود بہت محنت کی تھی اس لئے قادیان میں قیام کے دوران آپ حضورانور کے قریب ہی رہتے تاکہ حضورؒ اگر کوئی نئی ہدایت دیں تو اس پر فوری عمل کیا جا سکے۔ لیکن اس ڈیوٹی کے باوجود بھی وقت نکال کر روزانہ خدام سے ملنے چلے آتے اور سب کا خیال رکھتے۔

محترم آفتاب خان صاحب کا نصیحت کا انداز بھی بڑا پُراثر ہوتا تھا۔ موقع محل کے مطابق اور حاضرین کی سمجھ کے مطابق سادہ زبان میں نصائح فرماتے۔ مثلاً ایک بار فرمایا کہ آجکل جن چھوٹی چھوٹی باتوں پر طلاقیں ہوجاتی ہیں اگر ہمارے گھر میں ایسا ہوتا تو میری اور میری بیگم کی پچاس بار طلاق ہوچکی ہوتی۔

1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سفرِ یورپ میں خاکسار کو بھی قافلہ میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک کے Nova Park Hotel میں حضورانور نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا اور رائٹرز کے نمائندے کو خصوصی انٹرویو دیا۔ بعدازاں خاکسار کو پریس کانفرنس کے اردو میں ترجمہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ خاکسار نے کوشش شروع کی تو معلوم ہوا کہ حضورؒ کے استعمال فرمودہ بعض انگریزی الفاظ اتنے مشکل تھے کہ ڈکشنری کی مدد سے ترجمہ کرنا بھی مشکل تھا۔ اس موقع پر محترم خان صاحب نے ایسے خوبصورت اردو الفاظ بتائے جو اُن مشکل انگریزی الفاظ کے ترجمہ میں خوبصورتی سے سج گئے۔

ایک دفعہ پاکستان سے نوابزادہ نصراللہ خانصاحب (بحیثیت چیئرمین کشمیر کمیٹی) بریڈفورڈ آئے تو پاکستان قونصلیٹ میں تقریب منعقد ہوئی جس میں خاکسار بھی مدعو تھا۔ جب تعارف میں اُن کو میرے احمدی ہونے کا بتایا گیا تو انہوں نے حال احوال پوچھنے کے بعد دریافت کیا کہ آفتاب خان صاحب کا کیا حال ہے اور کیا وہ آج کل لندن میں ہی ہوتے ہیں۔ خاکسار نے بتایا کہ وہ لندن میں ہی ہیں اور آجکل ہمارے امیر جماعت ہیں۔ نوابزادہ صاحب نے آپ کو خاص طور پر سلام پہنچانے کا حکم دیا۔

ایک دفعہ سابق وزیراعظم پاکستان بینظیر بھٹو صاحبہ بھی بریڈفورڈ کسی تقریب میں شمولیت کے لئے آئیں اور خاکسار کی جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی دریافت کیا کہ ''انکل آفتاب خان'' کیسے ہیں؟ اُن سے اگر ملاقات ہوتو میرا اسلام پہنچا دینا!۔

اسی طرح ایک دفعہ خاکسار کو مشہور انقلابی شاعر حبیب جالب مرحوم کو بریڈفورڈ سے لندن لے جانے کا موقع ملا۔ انہوں نے خاص طور دریافت کیا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ محترم آفتاب خانصاحب سے بھی ملاقات ہوجائے۔ جب ان کو اثبات میں جواب ملا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ جب یہ ملاقات ہوئی تو جالب صاحب بہت خوش ہوئے اور بار بار محترم خان صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے بڑی محنت اور حبّ الوطنی سے ملک کا نام دنیا کے بہت سے ممالک میں روشن کیا۔

سینئر برطانوی سیاسی و سفارتی رہنماؤں سے محترم آفتاب خان صاحب کے ذاتی تعلقات تھے۔ جناب کینتھ کلارک (سابق وزیر انصاف) کے ساتھ بڑے دوستانہ تعلقات تھے۔ اسی طرح جناب ڈیوڈ میلر (وزیرکھیل) کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ بڑے احترام اور عقیدت کا تعلق تھا اور اُن کے بھی محترم آفتاب خان صاحب کے ساتھ بڑے قریبی اور بے تکلّفانہ تعلقات تھے۔ مذکورہ دونوں برطانوی وزیر اکثر آپ سے ملنے آتے اور کھانے میں بھی شامل ہوتے۔ اسی طرح کئی سرکردہ پاکستانی اور انگریز سیاستدان، سفارتکار اور اکابرین بھی محترم خانصاحب کا نام بڑے ادب سے لیتے اور ان کی مادر وطن کے لئے خدمات کا ضرور تذکرہ فرماتے۔

...۞...۞...۞...

تبت - دنیا کی چھت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8؍اکتوبر 2012ء میں تبّت کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ مغربی تبّت کا علاقہ KA-ERH دنیا کا بلندترین قصبہ خیال کیا جاتا ہے جس کی سطحِ سمندر سے بلندی 15 ہزارفٹ ہے۔ تبّت کو ''دنیا کی چھت'' بھی کہا جاتا ہے۔ برف سے ڈھکے پہاڑوں اور دنیا کے بلندترین سطح مرتفع پر مشتمل تبّت سے ایشیا کے بڑے دریا نکل کرچین اور پاک وہند کی طرف آتے ہیں ان میں برہماپترو (بنگلہ دیش) اور دریائے سندھ بھی شامل ہے۔

تبّت کے شمال مشرق میں چین، مشرق میں سکّم، بھوٹان، نیپال اور بھارت جبکہ مغرب میں کشمیر کا ضلع لدّاخ ہے۔ جنوب میں کوہ ہمالیہ ہے۔ تبّت کا کُل رقبہ 12 لاکھ 21 ہزار 600 مربع کلومیٹر اور آبادی تقریباً 20 لاکھ ہے جن میں 96 فیصد تبتی اور باقی چینی ہیں۔ تبّت کی تجارت پہلے ہندوستان کے ساتھ تھی مگر جب اس پر چین کا قبضہ ہوا تو یہ تجارت بند ہوگئی۔ 1957ء میں چین نے تبّت تک ایک سڑک تعمیر کرلی۔ تبّت کا دارالحکومت لہاسہ (Lhasa) ہے۔ تبّت میں وسیع سبزے کے میدان اور جنگلات بھی ہیں۔ یہاں سینکڑوں جھیلیں اور ندیاں قدرت کے حسن کو دوبالا کرتی ہیں۔ چونکہ بارش کم ہوتی ہے اسی لئے کھیتی باڑی صرف دریاؤں کے کناروں پر ہوتی ہے جہاں پھل، جَو اور سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں۔ یاک (yalk) یہاں کا پالتو جانور ہے۔

7ویں صدی عیسوی میں تبّت میں طاقتور بادشاہت تھی۔ بھارت کی طرف سے بدھ مت کو یہاں فروغ ملا۔ 18ویں صدی میں یہ چین کے کنٹرول میں چلا گیا۔ اس کے بعد تبّت پر چین کے قبضے اور اس سے آزادی کی آنکھ مچولی کافی دیر تک چلتی رہی۔ یہاں روایتی مذہبی بادشاہت بھی قائم ہے جس کا بادشاہ دلائی لامہ کہلاتا ہے۔ چینی کنٹرول سے پہلے تبّت پر بدھ راہبوں کی ایک مضبوط حکمرانی قائم تھی۔ دلائی لامہ بدھ مت کا سردار کاہن ہے جو کرۂ ارض پر خدا کا مجسّم اوتار خیال کیا جاتا ہے۔ تبتی روایات کے مطابق جس وقت کوئی دلائی لامہ فوت ہونے لگتا ہے تو وہ اپنی وفات سے قبل یہ ظاہر کردیتا ہے کہ آئندہ جنم میں وہ کس گھرانے میں پیدا ہوگا۔ چنانچہ اہل تبّت اُس خاندان کے نوزائیدہ بچے کو متوفی دلائی لامہ کی مسند اقتدار پر لابٹھاتے ہیں۔

...۞...۞...۞...

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30؍اکتوبر 2012ء میں مکرم محمود الحسن صاحب کی ایک غزل شائع ہوئی ہے۔ اس غزل میں سے انتخاب پیش ہے:

لب پر کوئی شکوہ نہ شکایت نہ گلہ ہے
اظہارِ تمنّا کا یہ انداز نیا ہے
پہلو میں مرے دل کے دھڑکنے کی صدا ہے
یا نزد رگِ جان کوئی بول رہا ہے
ہر شعر میں جو مَیں نے کہا ہے مرا کیا ہے
حرف اُن کے، قلم اُن کا، دماغ اُن کی عطا ہے
خاموش نہیں آج بھی، جو بول رہا ہے
وہ میرا خدا، میرا خدا، میرا خدا ہے
ہے رُوکش تنویرِ مہ و مہر وہی آنکھ
جس آنکھ کا سرمہ تری خاکِ کفِ پا ہے
وہ نُور کا اک قلزم بے پایاں ہے محمود
کہنے کو تو اک غار ہے جو غارِ حرا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

October 26, 2018 – November 01, 2018

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday October 26, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:25	Huzoor's Reception In Beverly Hills
02:50	Spanish Service
03:20	Ashab-e-Ahmad
03:55	Tarjamatul Qur'an Class
05:00	Qur'an Sab Se Acha
05:30	Hamara Aaqa
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Islamic Jurisprudence
07:40	Masjid Aqsa Rabwah
08:00	Attractions Of Australia
08:30	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque
10:00	In His Own Words
10:30	Rishta Nata Ke Masa'il
10:55	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:50	Unscripted
14:20	Shotter Shondhane
15:25	Pakistan National Assembly 1974
16:45	Friday Sermon [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Islamic Jurisprudence [R]
19:05	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque [R]
20:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:35	Friday Sermon [R]
22:45	Unscripted [R]
23:25	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)

Saturday October 27, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Masjid Aqsa Qadian
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque
02:45	In His Own Words
03:15	Islamic Jurisprudence
03:45	Dars-e-Hadith
04:00	Friday Sermon
05:10	Rishta Nata Ke Masa'il
05:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:05	Tehrik-e-Jadid
07:30	Open Forum
08:05	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on October 26, 2018.
10:10	In His Own Words
10:40	Dua-e-Mustaja'ab
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Braheen-e-Ahmadiyya
15:45	The Life Of Hazrat Mirza Tahir Ahmad (ra)
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:35	Tehrik-e-Jadid [R]
19:00	Open Forum [R]
19:30	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:00	Huzoor's Address At Ansar Ijtema UK 2008
21:00	International Jama'at News
21:50	Braheen-e-Ahmadiyya [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)

Sunday October 28, 2018

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:40	Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Address At Ansar Ijtema UK 2008
02:30	In His Own Words
03:05	Tehrik-e-Jadid
03:30	Open Forum
04:00	Friday Sermon
05:10	Braheen-e-Ahmadiyya
05:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on October 27, 2018.
08:30	Roots To Branches
09:00	Huzoor's Mulaqat With Nasirat
10:00	In His Own Words
10:35	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 26, 2018.
14:05	Shotter Shondhane
15:10	Huzoor's Mulaqat With Nasirat [R]
16:10	In His Own Words [R]
16:45	Khilafat
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Story Time
19:00	Islamic Jurisprudence
19:30	Khazain-ul-Mahdi
20:00	Huzoor's Mulaqat With Nasirat [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:35	Khilafat [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:25	Roots To Branches

Monday October 29, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Huzoor's Mulaqat With Nasirat
02:20	In His Own Words
03:05	Khilafat
04:00	Friday Sermon
05:05	Khazain-ul-Mahdi
05:30	Roots To Branches
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Rencontre Avec Les Francophones
08:05	Chef's Corner
08:10	Jalsa Salana Speeches
08:50	Huzoor's Reception In Parliament
09:50	In His Own Words
10:20	Swahili Service
10:50	Friday Sermon: Recorded on May 18, 2018.
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on October 29, 2010.
13:55	Bangla Shomprochar
14:55	Huzoor's Reception In Parliament [R]
16:00	In His Own Words [R]
16:30	International Jama'at News
17:20	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Swedish Service
19:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
19:25	Jalsa Salana Speeches [R]
20:00	Huzoor's Reception In Parliament [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:35	Adaab-e-Zindagi
22:20	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:25	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
23:45	Chef's Corner

Tuesday October 30, 2018

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:45	Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Reception In Parliament
02:30	In His Own Words
03:00	International Jama'at News
04:00	Rencontre Avec Les Francophones
05:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
05:25	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Tehreerat
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Liqa Ma'al Arab: Recorded on April 16, 1996.
08:05	Story Time
08:30	Attractions Of Australia
09:00	Huzoor's Mulaqat With Nasirat
10:00	In His Own Words
10:30	Hamara Khoon Bhi Shamil Hai
10:35	The True Concept Of Khilafat
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Tehreerat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 26, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Huzoor's Mulaqat With Nasirat [R]
16:05	In His Own Words
16:35	Islamic Jurisprudence
17:10	Let's Find Out
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Rah-e-Huda: Recorded on October 27, 2018.
20:20	Huzoor's Mulaqat With Nasirat [R]
21:20	In His Own Words [R]
21:50	Adaab-e-Zindagi
22:45	Liqa Ma'al Arab [R]

Wednesday October 31, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:45	Dars-e-Tehreerat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Mulaqat With Nasirat
02:30	Let's Find Out
03:15	Islamic Jurisprudence
04:00	Liqa Ma'al Arab
05:05	Urdu Adab Ka Manzar Nama
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel
07:00	Question And Answer Session
07:50	Qisas-ul-Ambiyaa
08:40	Tehrik-e-Jadid
09:00	Huzoor's Address At Lajna Ijtema UK 2008
10:00	MTA Travel
10:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 26, 2018.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Huzoor's Address At Lajna Ijtema UK 2008 [R]
16:10	In His Own Words [R]
16:40	Mosha'airah
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	French Service
19:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Huzoor's Address At Lajna Ijtema UK 2008 [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:35	Mosha'airah [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:15	Adaab-e-Zindagi [R]

Thursday November 01, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Address At Lajna Ijtema UK 2008
02:30	In His Own Words
03:05	Qisas-ul-Ambiyaa
04:00	Question And Answer Session
04:50	Mosha'airah
05:40	Tehrik-e-Jadid
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Tehreerat
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Tarjamatul Qur'an Class
08:05	Islamic Jurisprudence
08:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
09:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Germany 2013
09:55	In His Own Words
10:25	Hamara Aaqa
11:00	Japanese Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Tehreerat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 26, 2018.
14:05	Islamic Jurisprudence [R]
14:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
15:00	In His Own Words [R]
15:30	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:00	Qur'an Sab Se Acha
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Live Arabic Service: Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35	Friday Sermon [R]
21:40	MTA Travel
21:55	Qur'an Sab Se Acha
22:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30	Roots To Branches

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 26 October 2018 | Issue No. 43

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی ستمبر 2018ء

❁...ہمیں خواتین کا علیحدہ پردہ میں رہ کر اپنی کارروائی کرنا بہت پسند آیا ہے۔ بہت سارے لوگ شاید اسے منفی نظر سے دیکھیں گے مگر ہمیں بہت آزادی اور عزّت کا احساس ہوا ہے جو کہ مردوں کے ساتھ بیٹھنے سے نہیں ہوتا۔ ❁...مجھے حضور سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں حضور کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ حضور نہایت ہی شفیق اور محبت کرنے والے ہیں۔ ان سے بات کر کے مجھے محسوس ہوا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ ❁...اس جلسہ کے ذریعہ میں ایک نئی دنیا سے متعارف ہوا ہوں جس میں دنیا کے موجودہ مسائل کا حل موجود ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ مجھے ابھی اسلام سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ ❁...احمدی مسلمانوں کا دوسروں کے لئے احترام خاص طور پر عورتوں کا احترام انتہائی متاثر کن ہے۔ ❁...اس جلسہ میں شرکت کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ زندگی کا مقصد ہم خیال لوگوں سے مل کے دوسروں کی خدمت کرنا ہے۔ ❁...باقی تمام مسلمان صرف باتیں کرتے ہیں اور نفرتیں پھیلاتے ہیں۔ لیکن یہاں میں نے صرف محبّت، عزّت اور احترام دیکھا ہے۔

..........جلسہ سالانہ جرمنی میں انڈونیشیا، جارجیا، لتھوانیا، لاتویا، سلووینیا، ایسٹونیا اور قزاخستان سے آنے والے وفود کی حضورِ انور ایّدہ اللہ سے ملاقات، مختلف امور پر کئے جانے والے سوالات اور حضورِ انور کے بصیرت افروز جوابات

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

... ...

9ر ستمبر 2018ء بروز اتوار

(حصہ دوم۔ آخری)

... ...

جلسہ سالانہ کے حوالہ سے غیر از جماعت دوست اور نومبائعین کے تاثرات

جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے والے غیر از جماعت دوست اور بعض نومبائعین حضور انور کے خطابات اور جلسہ کے انتظامات اور ماحول سے غیر معمولی متأثر ہوئے اور انہوں نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔ ان میں سے چند مہمانوں کے تأثرات ذیل میں درج ہیں۔

دو جرمن خواتین جنہوں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں:

ہمیں بہت خوف تھا کہ پہلی دفعہ مسلمانوں کے اجتماع میں شامل ہو رہی ہیں۔ ہمیں خواتین کے جلسہ گاہ میں جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ خلیفۃ المسیح کی تقریر کا کچھ حصّہ سننے کا بھی اتفاق ہوا۔ ہم قدرے دیر سے پہنچے تھے۔

ہمیں خواتین کا علیحدہ پردہ میں رہ کر اپنی کارروائی کرنا بہت پسند آیا ہے۔ بہت سارے لوگ شاید اسے منفی نظر سے دیکھیں گے مگر ہمیں بہت آزادی اور عزّت کا احساس ہوا ہے جو کہ مردوں کے ساتھ بیٹھنے سے نہیں ہوتا۔

میں اسلام کو صرف ایک تشدّد والا مذہب ہی سمجھتی تھی مگر یہاں آ کر دیکھا کہ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ خلیفۃ المسیح کی تقریر میں کسی قسم کے تشدّد یا انتقام کا پیغام نہیں تھا بلکہ خواتین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف بڑے دھیمے لہجے میں توجہ دلا رہے تھے۔ مجھے اب افسوس بھی ہے کہ میں اسلام کو ایک جبر والا مذہب سمجھتی تھی۔ ہم دونوں اگلے سال پھر آئیں گی۔ خلیفہ کا خطاب بھی سنیں گی۔

ہمیں اس بات کی بہت خوشی ہے کہ ہمیں بطور عیسائی جو عزّت اور احترام دیا گیا وہ عام مسلمانوں سے گفتگو کرتے ہوئے کبھی نہیں ملا۔ احمدیت ہی اسلام کی اصل شکل معلوم ہوتی ہے۔

❁...لتھوانیا سے آنے والے مہمان Mr. Jaronimas Laucius (محترم یارونیمس لاؤتسیس) اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

میں ایک writer ہوں اور میں یہاں اسلام کے بارے میں اپنے علم میں اضافہ کی غرض سے آیا ہوں۔ خدا کی واحدانیت کا درس جس انداز میں خلیفۃ المسیح نے دیا وہ بہت متاثر کن ہے۔ ان کے اس نکتہ نے کہ نا صرف عبادت کی جائے بلکہ خدا کو خوش کرنا مقصود ہونا چاہئے میرا دل جیت لیا۔ میں واپس جا کر جماعت کے بارہ میں اخباروں میں کالم بھی لکھوں گا اور اپنے میگزین کا ایک پورا شمارہ صرف جماعت کے بارہ میں شائع کروں گا۔ مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ ایسا کرنے سے مجھے مخالفت کا سامنا بھی ہو سکتا ہے لیکن میں حق کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ میرا دل یہاں آ کر نہایت خوش اور مطمئن ہوا ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کے لئے اور جماعت کے لئے بہت نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔

❁...Mr. Tomas Cepaitis (مکرم تومس چیپائتس صاحب) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میں اس جلسہ کے ذریعہ پہلی مرتبہ حقیقی اسلام سے واقف ہوا۔ گو میں ہمیشہ سے ہی اسلام کے پیشواؤں کا احترام کرتا آیا ہوں اور مسلمانوں کے ساتھ یورپ میں رکھے جانے والے رویّہ کو دیکھ کر پریشان رہتا تھا اس جلسہ کے ذریعہ میں ایک نئی دنیا سے متعارف ہوا ہوں جس میں دنیا کے موجودہ مسائل کا حل موجود ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ مجھے ابھی اسلام سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے حقیقی اسلام سے متعارف کروایا۔ خلیفہ صاحب سے ملاقات میں ان کی سادگی اور حسن کلام سے بہت لطف اندوز ہوا۔

❁...ایک مہمان Mr. Arturas Mirkevic (محترم آرتورس مرکیوتس صاحب) بیان کرتے ہیں: اس جلسے میں اسلام کو جاننے کے لئے بہترین مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔ اسلام کے بارہ میں مطالعہ کے لئے بہت سی کتابیں بھی میسر ہیں۔ میں کچھ کتابیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں جن کو پڑھ کر میں اسلام کے بارہ میں اپنے علم کو مزید بڑھانے کی کوشش کروں گا۔

❁...Mrs. Indre Jasaite (محترمہ اندرے یاسائتے) صاحبہ بیان کرتی ہیں: اس جلسہ میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے ملاقات کی اور مجھے احساس ہوا کہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے کے باوجود ہم سب محبت اور انسانیت کے جذبے سے جڑے ہیں یہ اس جلسہ کا سب سے بڑا تحفہ ہے جو میں اپنے ساتھ لے کر جا رہی ہوں۔

❁...Mr. Dominykas Raudonius (دومنیکس راؤدونیس صاحب) اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: یہ جلسہ اسلام کی امن پسندی اور محبت کی عکاسی کرتا ہے میرے خیال میں ایسے جلسے اور زیادہ ہونے چاہئیں۔

❁...ایک اور مہمان Mr. Rimvydas Markevicius (محترم رمویدس مارکے وی چس صاحب) بیان کرتے ہیں: خلیفۃ المسیح کا دعا کرنے اور نماز پڑھانے کا انداز بہت متاثر کن ہے۔ اُن کی آواز میں نرمی ہے اور اُن کی آواز میں خدا کے لئے انتہائی محبت موجود ہے جو سننے والے کو دلی سکون بخشتی ہے۔ میں غیر مسلم ہوں اور مسجد میں جانے سے بہت گھبراتا تھا لیکن یہاں آ کر معلوم ہوا کہ ہر کوئی بلاتفریق مذہب آپ کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے۔ اب میں لندن جا رہا ہوں اور وہاں بھی احمدیوں کے ساتھ نماز ادا کرنے آپ کی مسجد جایا کروں گا۔

❁...ایک مہمان خاتون Mrs. Monika Gaidamaviciute (محترمہ مونیکا گائدا ماوی چیوتے صاحبہ) اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں: جب ایک پاکستانی دوست نے جلسے کی دعوت دی تو پہلے تو میں بہت ڈر رہی تھی کیونکہ بہت سے لوگ مسلمانوں کو دہشت گرد سمجھتے ہیں لیکن میرے دل میں یہ خیال تھا کہ یہ جلسہ میرے لئے خاص ثابت ہوگا۔ اب میں یہاں موجود ہوں میرے ہر طرف مسلمان ہیں جو مجھے محبت، عزم اور احترام سے مل رہے ہیں۔ احمدی مسلمانوں کا دوسروں کے لئے احترام خاص طور پر عورتوں کا احترام انتہائی متاثر کن ہے۔

❁...ایک دوست Mr. Aleksandras Sarapinas (محترم الیکساندرس ساراپینس) صاحب بیان کرتے ہیں: مجھے اس جلسہ میں بہت مزہ آیا۔ آپ کے خلیفہ صاحب کی تقاریر کا ہر لفظ واضح، عام فہم اور دل پر اثر کرنے والا ہے۔ وہ مسلمانوں اور تمام دنیا کو محبت کا درس دیتے ہیں۔ میں ان کی صحت و سلامتی کے لئے بہت دعا گو ہوں۔ خدا انہیں اپنے کام اسی طرح کرتے رہنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔ میری بیٹی اور اس کا شوہر احمدی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ خلیفۃ المسیح ان کے لئے بہت دعا کریں۔

❁...ایک مہمان خاتون Mrs. Danguole Sarapiniene (محترمہ دانگوآلے ساراپِی نی اِنے صاحبہ) بیان کرتی ہیں: احمدی مسلمان دوسروں کی عزت اور محبت کرنے والے لوگ ہیں۔ احمدی اپنے مہمانوں کی خاص خدمت کرتے ہیں اور بچوں کو بڑوں کا ادب کرنا سکھاتے ہیں اور آپ بہت ایماندار لوگ ہیں۔ خلیفۃ المسیح اور دوسرے مقررین کی تقاریر سے اسلام کے بارہ میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

❁...ایک مہمان نے اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس جلسہ میں شمولیت سے اسلام کے بارہ میں سب خوف اور غلط فہمیاں دور ہوگئیں۔ دراصل آپ وہ لوگ ہیں

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں